میرا مسیحا میرا صنم

نادیہ فاطمہ رضوی

عید نمبر عید نمبر عید نمبر عید نمبر عید نمبر عید نمبر عید نمبر عید نمبر

کیسے کر پاتے تیرے پیار کا اظہار صنم
ہم تیری چاہت کو اس دل میں چھپائے رکھتے
دل کی دھڑکن میں تیرا پیار بسا رکھا ہے
ہم کہاں اس کو یوں ہاتھوں میں اٹھائے رکھتے

وہ آفس سے تھکی ہاری گھر پہنچی تو اماں کو صحن کے تخت پر متفکر بیٹھے پایا۔ اس کا پہلا خیال ابا کی جانب گیا اور یہ خیال اسے ہراساں کر گیا۔

"السلام علیکم اماں! آپ یہاں کیوں فکر مندی بیٹھی ہیں۔ سب ٹھیک تو ہے ناں' ابا کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟" وہ ایک ہی سانس میں بولی تو اماں ایک گہری سانس بھر کر رہ گئیں' پھر آہستگی سے بولیں۔

"زرنین بیٹا! سب ٹھیک ہے' ابا کی طبیعت بھی ٹھیک ہے۔ وہ دراصل آج تمہاری پھوپو آئی تھیں۔"

اتنا کہہ کر اماں خاموش ہوگئیں۔ پھوپو کی آمد کی بابت جان کر زرنین کی طبیعت بوجھل سی ہوگئی' پھر طنزاً بولی۔

"آج بھی وہ کوئی نئی ڈیمانڈ لے کر آئی ہوں گی؟"

"نہیں بیٹا! آج خلافِ معمول کوئی ڈیمانڈ تو نہیں کی البتہ تم پر بہت تنقید کر رہی تھیں۔"

"مجھ پر کیا تنقید کی؟" وہ تھوڑا حیران ہو کر بولی۔

"بقول ان کے کہ زرنین ان کی ہونے والی بہو ہے اور یہ بات انہیں گوارا نہیں کہ تم دفتر میں غیر مردوں کے ساتھ کام کرو۔" اماں کے منہ سے پھوپی کی یہی بات سن کر وہ چڑ گئی۔

"اماں! پھوپو ہماری مجبوری کیوں نہیں سمجھتیں؟ کیا ہمارے گھریلو حالات ان سے پوشیدہ ہیں؟ آپ کس طرح سے رات رات بھر جاگ کر چار پیسے کی خاطر لوگوں کے کپڑے سیتی ہیں اور ہماری بہنیں' وہ خود بھی اپنی پڑھائی کے ساتھ ساتھ محلے کے بچوں کو ٹیوشن دیتی ہیں کیونکہ ابا کی قلیل پنشن اس منہ زور مہنگائی میں انتہائی ناکافی ہوتی ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ ابا کے ڈاکٹروں کی فیس اور دوائیں۔" زرنین تلخی سے بولتی چلی گئی۔ پھر مزید گویا ہوئی۔

"اماں! آپ کو معلوم ہے ناں کہ اسکول کی تنخواہ سے ہمارا گزر بسر کتنی مشکل سے ہوتا تھا۔ اب یہ جاب ملی ہے تو کچھ عافیت ہو جائے گی لیکن پھوپو کو اس پر بھی اعتراض ہے؟"

www.pkdigest.com

"تمہاری بات درست ہے بیٹا! لیکن ہم لوگوں کا منہ تو بند نہیں کر سکتے ناں اور پھر پھوپو تمہاری ہونے والی ساس بھی ہیں۔" اماں کی بات سن کر زرنین نے کہا۔

"اور ابا کی بہن بھی تو ہیں ناں۔ انہیں کیوں اپنے معذور بھائی اور ان کی بچیوں سے ہمدردی نہیں ہے۔"

"اس کا جواب تو میرے پاس بھی نہیں ہے کہ انہیں تم لوگوں کا نہ سہی' اپنے بھائی تک کا خیال نہیں ہے۔" اماں تلخی سے بولیں۔

"تو پھر آپ بھی پھوپو کے اعتراضات کو خاطر میں مت لایا کیجئے۔"

"بیٹا! کیسے خاطر میں نہ لاؤں' وہ تمہاری ہونے والی ساس ہیں۔" اماں زرنین کی بات کے جواب میں بولیں۔

"ہونے والی ساس ہیں' جب ہو جائیں گی تب ان کی پروا کیجئے گا۔" یہ کہہ کر زرنین اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی جب کہ اماں سوچوں کے سمندر میں ڈوب گئیں۔

❖○❖○

آج پھوپو پھر اپنی بیٹی' داماد اور بیٹے کے ہمراہ براجمان تھیں اور رات کا کھانا کھا کر جانے کے موڈ میں تھیں۔ زرنین کی تینوں بہنیں ایمان' دعا اور مشعل کچن میں جتی ہوئی تھیں جب کہ زرنین جو آفس سے آ کر سو گئی تھی' وہ ان کی آمد کی وجہ سے اٹھ کر پھوپو اور ان کی بیٹی کے ساتھ صحن میں بیٹھی ہوئی تھی۔ پھوپو کا بیٹا عاطف جو زرنین کا منگیتر بھی تھا' وہ اپنے بہنوئی کے ہمراہ ٹی وی لاؤنج میں میچ دیکھ رہا تھا۔

"ممانی! بس اس سال کے آخر میں عاطف بھائی اور زرنین کی شادی کی تاریخ دے ہی دیں۔ مجھے اپنے اکلوتے بھائی کی شادی کا بہت اشتیاق ہے۔" عاطف کی بہن حمنی جوش سے بولی' پھر مزید گویا ہوئی۔ "ممانی' پہناوٹی میں مجھے اگر آپ سونے کا سیٹ نہ دے سکیں تو سونے کی باریک والی چوڑیاں دے دیجئے گا۔ وہ میرے پاس نہیں ہیں۔"

حمنی کی اس بات پر زرنین اور اماں دونوں پہلو بدل کر رہ گئیں۔ زرنین نے کچھ بولنا چاہا لیکن ماں کا اشارہ دیکھ کر خاموش رہی۔ پھر ان دونوں سے ایکسکیوز کر کے کچن میں آ گئی جہاں مختلف انواع و اقسام کے کھانوں کی اشتہا انگیز خوشبوئیں اٹھ رہی تھیں۔

"آپی چکن کڑھائی' کباب اور مٹر پلاؤ بنا رہے ہیں جب کہ دعا ٹرائفل بنا رہی ہے۔" کھانوں کی لسٹ سن کر زرنین مزید متفکر ہو گئی۔

"لیکن یہ گوشت اور کھانے کا سامان مہینے کے آخر میں کیسے آیا؟" زرنین نے اپنی بہنوں سے استفسار کیا تو ایمان کو اپنی بہن کے متفکر انداز پر پیار آ گیا۔

"میری پیاری آپی! آپ پریشان نہ ہوں۔ مشعل اور میں نے ٹیوشن کے پیسوں میں سے کچھ پیسے پس انداز کیے ہوئے تھے۔" ایمان زرنین کی پریشانی دور کرنے کی غرض سے بولی تو زرنین اب پریشان ہونے کے بجائے دکھی ہو گئی۔

"تم دونوں نے وہ پیسے یقیناً اپنی ضرورت کے تحت رکھے ہوں گے ناں۔" زرنین کی بات پر ایمان اور مشعل دونوں نظر چرا گئیں' پھر مشعل بات ٹالنے کی غرض سے اور زرنین کا اس بات سے دھیان ہٹانے کی غرض سے بولی۔

"آپی! میں نے ابا کو مرغی کی یخنی دے دی ہے'

وہ تمہیں یاد کر رہے تھے۔"

"ارے ہاں' میں ابا کے پاس جاتی ہوں۔ وہ شاید اس وقت اکیلے ہوں گے۔" زرنین چونک کر بولی اور کچن سے چلی گئی تو دونوں بہنوں نے اطمینان کا سانس لیا۔

وہ ابا کے کمرے کی جانب آ رہی تھی کہ دروازے پر رک گئی۔ اندر سے پھوپو کی زور و شور سے آوازیں آ رہی تھیں۔

"دیکھو حیدر بھائی! تم نے زرنین کو آفس میں نوکری کی اجازت دے کر غلطی کی۔ بھئی جوان جہان لڑکی ہے اور پھر وہاں مرد بھی کام کرتے ہیں۔ مجھے یہ بات بالکل پسند نہیں آئی۔" وہ ناک چڑھا کر بولیں۔

"مجھے اپنی بچی پر پورا بھروسہ ہے۔ وہ میرا غرور ہے اور مجھے پورا یقین ہے کہ وہ میرے غرور میرے مان کی لاج رکھے گی۔" حیدر صاحب کی بات پر زرنین کی آنکھیں بھیگ گئیں۔ زرنین کمرے میں جائے بنا چھت کی سیڑھیاں چڑھ کر اوپر چلی آئی۔ ٹھنڈی ٹھنڈی اور معطر ہوا نے جب اس کے وجود کو چھوا تو اس کے تنے ہوئے اعصاب کو خاصا سکون ملا۔ اس نے آسمان کی جانب دیکھا' جہاں چند ایک بادل کے ٹکڑے چودھویں کے چاند کے اطراف میں ہاتھ باندھے کھڑے تھے جبکہ ستارے چاند کی روشنی مستعار لے کر خوب ٹمٹما رہے تھے۔ وہ چاند ستارے دیکھنے میں اتنی محو تھی کہ اسے عاطف کے آنے کا احساس بھی نہ ہوا۔

"تو کیا سوچا تم نے؟" عاطف کی آواز سن کر وہ بری طرح اچھلی۔

"اوہ' عاطف! تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا۔" زرنین اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر بولی لیکن عاطف نے اس کی بات کو نظر انداز کر دیا۔

"زرنین' میں نے تم سے کچھ پوچھا ہے؟" وہ انتہائی روکھے پھیکے لہجے میں بولا۔

"کیا پوچھا ہے تم نے؟" زرنین نے حقیقتاً اس کی بات نہیں سنی تھی۔

"تم یہ جاب چھوڑ رہی ہو یا نہیں؟" وہ قطعیت سے بولا تو بات کا مفہوم سمجھ کر زرنین کا دل چاہا کہ اپنا سر دیوار سے ٹکرا دے۔

"تم لوگ اس بات کو اتنا ایشو کیوں بنا رہے ہو؟" زرنین اندر سے سلگ رہی تھی لیکن بظاہر ٹھنڈے لہجے میں بولی۔

"کیا مطلب ہے تمہارا' ہم لوگ ایشو بنا رہے ہیں یا تم اپنی ضد پر اڑی ہوئی ہو؟" عاطف ناگواری سے بولا۔ زرنین عاطف کی بات پر گہری سانس بھر کر رہ گئی۔

"عاطف! تم ہمارے گھر کے حالات جانتے ہو۔ ابا کی شوگر کی بیماری کی وجہ سے ان کی ایک ٹانگ کٹ گئی ہے جس کی وجہ سے ان کی نوکری چھوٹ گئی اور ہمارا کوئی بھائی بھی نہیں ہے جو کمائے۔ اب چونکہ میں گھر کی بڑی بیٹی ہوں تو میرا فرض بنتا ہے ناں کہ میں گھر کا بوجھ اٹھاؤں بلکہ میری بہنیں اور اماں بھی گھر کا بوجھ اٹھا....." وہ عاطف کو آرام سے سمجھانا چاہتی تھی لیکن عاطف اس کی بات درمیان سے قطع کر کے بولا۔

"بس' بس۔ اب اپنی مجبوریوں کا رونا میرے سامنے مت روؤ۔" عاطف کی بات پر زرنین کے اندر ناگواری کی لہر اٹھی جسے وہ عیاں بھی کر گئی۔

"میں تمہارے سامنے اپنی مجبوری کا رونا نہیں رو رہی اور نہ کوئی مدد کی خواستگار ہوں۔ بس میں جو کر رہی ہوں وہ مجھے کرنے دو۔" وہ دوٹوک انداز

www.pkdigest.com

میں بولی۔

"کیسے کرنے دوں تمہیں' آخر تم میری منگیتر ہو۔" عاطف چمک کر بولا۔

"منگیتر ہوں' بیوی نہیں جو تم مجھ پر حکم صادر کرو۔" آخر زرنین کب تک برداشت کا دامن تھامے رہتی۔ وہ بھی دوبدو بولی۔

"اوہ! آخر تم اپنے آپ کو سمجھتی کیا ہو۔ یہ تو میری ماں کی اور میری شرافت تھی کہ ماموں پر ترس کھا کر میں نے تم سے منگنی کرلی ورنہ تمہیں پوچھتا کون تھا اور وہ تمہارا امیر کبیر ننھیال جو تم لوگوں کو منہ بھی نہیں لگاتا اس سے اچھے تو ہم ہیں کہ اماں تمہیں بہو بنانے کو تیار ہوگئیں اور تم بجائے ہمارا احسان ماننے کے ہمیں ہی آنکھیں دکھا رہی ہو۔" عاطف گھٹیا پن پر پوری طرح سے اتر آیا تھا۔

"مجھے تمہاری ان سطحی باتوں کا کوئی جواب نہیں دینا۔" زرنین کو عاطف کی باتوں پر بے تحاشا اشتعال آیا تھا لیکن وہ صرف اپنے ماں باپ کی خاطر عاطف سے اتنا کہہ کر وہاں سے پلٹ آئی جب کہ عاطف وہاں کھڑا پیچ وتاب کھا کر رہ گیا۔

❖○❖○

ماموں کے گھر کی طرف سے ان کے بیٹے تیمور کی شادی کا کارڈ آیا تھا۔ یہ حقیقت تھی کہ زرنین کے ننھیال والے زرنین کے گھر والوں سے بہت کم ملا کرتے تھے اور اس کا اصل محرک طبقاتی فرق تھا۔

"زرنین بیٹا! تمہارے ماموں خود یہ کارڈ دے کر گئے ہیں اور تم سب بہنوں کو کہا ہے کہ وہ شادی سے ایک ہفتہ پہلے ہی رہنے آجائیں۔" اماں خوشی خوشی زرنین کو بتا رہی تھیں۔

"اماں! آپ اچھی طرح جانتی ہیں کہ ممانی جان کو ہم لوگوں سے زیادہ میل جول پسند نہیں۔ بس خاص خاص موقعوں پر ہی وہ ہمیں یاد کرلیتی ہیں اور میرے خیال میں ہمیں بھی ان سے یونہی ملنا چاہیے۔ ہم بھی عین وقت پر تقریب میں جاکر شرکت کرلیں گے۔" زرنین سہولت سے بولی تو اماں بھی اس کی بات سے متفق ہوکر بولیں۔

"کہہ تو تم ٹھیک رہی ہو' تھوڑا تھوڑا ملنے سے کم از کم میرے بھائی سے تعلق تو جڑا ہوا ہے ورنہ تمہاری خالہ تو موقعوں پر بھی ہمیں نہیں پوچھتیں۔" اماں کو اداس ہوتا دیکھ کر زرنین نے یکدم بات پلٹی۔

"اماں! تیمور تو نقاش سے چھوٹا ہے۔ ماموں کو پہلے نقاش کی شادی کرنا چاہیے تھی ناں۔"

"ہاں بیٹا! لیکن نقاش بہت مختلف طبیعت کا لڑکا ہے۔ میں نے بھی یہی بات تمہارے ماموں سے کہی تھی۔ وہ کہنے لگے کہ اس کا مزاج سیلانی اور من موجی ہے اور ہم کو وہ اپنی زندگی میں دخل اندازی کی اجازت نہیں دیتا۔" اماں پوری تفصیل بتاتے ہوئے بولیں۔

"واقعی! آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ نقاش کا مزاج بہت انوکھا ہے۔" زرنین سوچتے ہوئے بولی۔ ذہن میں نقاش کا سراپا لہرا گیا۔ ابھی تین دن پہلے ہی تو نقاش کو اس نے ایک شاپنگ سینٹر میں دیکھا تھا۔ اس کی کولیگ آسیہ کو بازار سے کچھ لینا تھا' سو زرنین کو بھی اس نے آفس واپسی پر ساتھ لے لیا تھا۔ نقاش ایک انتہائی ماڈرن لڑکی کو بے دریغ شاپنگ کرا رہا تھا۔ زرنین نے نقاش سے نگاہ بچالی تھی اور آسیہ کو وہاں سے جلدی چلنے کو کہا تھا۔ وہ اس وقت نقاش سے ملنے کے موڈ میں قطعاً نہیں تھی ورنہ جب بھی نقاش اس سے ملتا بہت خوش اخلاقی سے پیش آتا تھا۔

❖○❖○

ایمان کالج سے گھر واپس آئی تو کچھ پریشان سی تھی۔ شام تک وہ الجھی الجھی رہی۔ زرنین نے ایمان کی پریشانی بھانپ لی۔

"ایمان! کیا بات ہے' تم کچھ پریشان ہو؟" زرنین نے استفسار کیا تو ایمان چونک گئی۔

"نن..... نہیں آپی' بس ایسے ہی امتحان کی کچھ فکر ہو رہی ہے۔" وہ بات بناتے ہوئے بولی لیکن زرنین مطمئن نہ ہوئی۔

"نہیں چندا' کوئی نہ کوئی بات تو ضرور ہے۔ اپنی آپی کو نہیں بتاؤ گی؟" زرنین اسے پیار کرتے ہوئے بولی تو ایمان کی کچھ ہمت بندھی۔

"وہ آپی' دراصل بات یہ ہے کہ..... مم۔" وہ ذرا سا ہچکچائی۔

"ہاں' ہاں! بولو جانو کیا بات ہے؟" زرنین پیار سے بولی۔

"میری ایک ٹیچر ہیں' مسز حارث۔ وہ اپنے بھائی کے لیے ہمارے گھر آنا چاہ رہی ہیں۔ کافی عرصے سے وہ بضد ہیں۔"

"اوہ! تو یہ بات ہے۔" زرنین خوش ہوکر بولی' پھر مزید گویا ہوئی۔ "تو یہ بات کہنے میں تم اتنا جھجک کیوں رہی تھیں؟"

"آپی! آپ بڑی ہیں' پہلے آپ کی شادی ہونا چاہیے ناں۔" ایمان نے اپنے دل کی بات کہی تو زرنین بے ساختہ ہنس دی۔

"میری بہنا' یہ سب قسمت کے کھیل ہیں۔ کس کا وقت پہلے آجائے یہ تو تقدیر کی بات ہے ناں اور مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ میری پیاری سی بہنا کا دلہن بننے کا وقت آگیا ہے۔" آخر میں وہ اسے چھیڑتے ہوئے بولی تو ایمان شرما گئی۔

"زرنین نے اماں کو بتایا تو وہ بھی خوش ہوئیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ انہیں زرنین کی بھی فکر ہوگئی۔

"بیٹا! تم ایمان سے تین سال بڑی ہو۔ پہلے تم رخصت ہوجاتیں تو اچھا تھا۔" اماں دھیرے سے بولیں۔

"افوہ اماں! اگر قدرت کی طرف سے ایمان کا وقت پہلے آگیا تو ہم کیا کرسکتے ہیں بلکہ ہمیں تو خوش ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ایمان کے لیے اتنا اچھا رشتہ بھیج رہا ہے۔" زرنین اماں کو قائل کرتے ہوئے بولی تو اماں خاموش رہیں۔ زرنین کی بات ان کے دل کو لگ رہی تھی۔

"ٹھیک ہے بیٹا! تم ایمان سے کہو کہ مسز حارث کسی دن ہمارے گھر آجائیں۔" اماں دھیرے سے بولیں تو زرنین خوش ہوگئی۔

مسز حارث اپنی ماں' شوہر اور بہن بہنوئی کے ساتھ آئیں اور اپنے بھائی کا رشتہ دے گئیں جو بینک میں ایک اچھی پوسٹ پر فائز تھا۔

"آنٹی! آپ میرے بھائی کی انکوائری کروالیجیے اور اپنی طرف سے اطمینان کرکے ہاں کردیجیے۔" مسز حارث سہولت سے بولیں تو اماں نے انکساری سے کہا۔

"نہیں بہن! ہمیں انکوائری کرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ بس ہم ذرا لڑکے کو دیکھنا چاہیں گے۔"

"ہاں' ہاں بالکل! کیوں نہیں بہن! آپ کا اپنا گھر ہے' جب چاہیں آپ ہمارے گھر آئیے۔" مسز حارث خوش اخلاقی سے بولیں۔

پھر کچھ دنوں میں ہی اماں اور زرنین نے اپنے تئیں معلومات کرکے ایمان کا رشتہ اوکے کردیا۔

❖○❖○

آج تیمور کی مہندی تھی۔ ماموں نے صبح ہی

www.pkdigest.com

ڈرائیور کے ہمراہ گاڑی بھجوادی تھی لیکن زرنین کا اتنے سویرے جانے کا قطعاً موڈ نہیں تھا۔ اس پر مستزاد ابا کو کل رات سے ہلکا سا ٹمپریچر بھی ہوگیا تھا۔ ایمان کالج گئی ہوئی تھی جب کہ دعا اور مشعل بڑے ذوق وشوق سے جانے کو تیار تھیں لیکن اماں دونوں کو یوں اکیلا بھیجنے سے کترا رہی تھیں۔ ان کی بھاوج کا سلوک برا نہیں تھا تو خاص اچھا بھی نہیں تھا۔ وہ ہمیشہ اپنی نند اور ان کے بچوں سے لیے دیئے رہتی تھیں۔ اماں کو تذبذب کا شکار دیکھ کر زرنین اماں سے بولی۔

"آپ دعا اور مشعل کے ساتھ ماموں کے گھر چلی جائیں میں ابا کے پاس ٹھہر جاتی ہوں اور ویسے بھی آفس سے میں نے آج کی چھٹی کرلی ہے لہٰذا میں ابا کے پاس رک جاتی ہوں۔"

"ارے بیٹا! یہ مہندی کی رسمیں تو لڑکی والوں کے لیے ہوتی ہیں۔ تم ایسا کرو دعا اور مشعل کے ساتھ چلی جاؤ۔ میں انشاء اللہ بارات میں شرکت کرلوں گی۔" اماں رسانیت سے بولیں تو زرنین مزید کچھ اور نہ بول سکیں۔

زرنین، مشعل اور دعا ماموں کی کوٹھی پر پہنچیں تو وہاں شادی کی مخصوص گہما گہمی تھی۔ ممانی تینوں کے سلام کا جواب سرسری سا دے کر دوسری جانب چلی گئیں جہاں ان کے میکے والے اور دیگر مہمان موجود تھے۔ البتہ ماموں انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔

"چلو شکر ہے کہ تم لوگ آگئے ورنہ میں تم لوگوں سے ناراض ہوجاتا۔" ماموں خوش دلی سے بولے۔ پھر ایمان اور اماں کے بارے میں استفسار کیا تو زرنین نے ایمان اور اماں کی غیر حاضری کی وجہ بتادی۔

"میں ڈرائیور کو رات کو بھیج دوں گا تاکہ وہ ایمان کو عین وقت پر لے آئے۔" ماموں رسانیت سے بولے۔

"نہیں ماموں جان! دراصل ایمان کے کالج میں ٹیسٹ ہو رہے ہیں۔ اس کا آنا بہت مشکل ہوجائے گا۔" زرنین معذرت خواہانہ انداز میں بولی تو ماموں سر ہلا گئے۔ اسی دوران زرنین کی ماموں زاد بہن نیلم وہاں آگئی جو تین بچوں کی ماں تھی۔

"السلام علیکم نیلم باجی! کیسی ہیں آپ؟" تینوں نے آگے پیچھے سلام کیا، پھر زرنین نے خیریت دریافت کی۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں، تم لوگ کیسی ہو؟" وہ خوش اخلاقی سے بولیں تو زرنین نے بھی مسکرا کر جواب دیا۔ ان سے سلام دعا کے بعد تینوں بہنیں سیٹنگ روم میں آگئیں جہاں ان کی ننھیالی کزنز کے ساتھ ساتھ کچھ اجنبی چہرے بھی تھے۔ زرنین کا یہاں بالکل دل نہیں لگ رہا تھا البتہ دعا اور مشعل دیگر لڑکیوں کے ساتھ مہندی کے تھال وغیرہ سجانے لگیں۔

❖○❖○

فون کی مسلسل بجتی بیل پر ایمان نماز جلدی جلدی ختم کرکے نیلی فون کی جانب بھاگی۔

"ہیلو۔" ایمان نے ریسیور اٹھا کر جلدی سے ہیلو کہا لیکن مقابل کی آواز سن کر نہ جانے کیوں ایمان بے مزہ ہوگئی۔

"میں عاطف بات کررہا ہوں، ذرا زرنین سے بات کراؤ۔" انتہائی اکھڑ لہجے میں بولتا عاطف ایمان کو سخت برا لگا۔

"عاطف بھائی! زرنین آپی، تیمور بھائی کی مہندی میں گئی ہوئی ہیں۔" ایمان بمشکل اپنے لہجے کو

نرم بنا کر بولی۔

"کب گئی وہ مہندی میں؟ اسے ذرا نہیں معلوم کہ مہندی میں جانے سے پہلے اسے مجھ سے اجازت لینی چاہئے تھی۔" عاطف رعونت و رکھائی سے بولا جب کہ دوسری جانب ایمان کا غصے سے برا حال ہوگیا۔

"کیوں عاطف بھائی! اس میں غصے کی کیا بات ہے۔ وہ اماں، ابا کی اجازت سے گئی ہیں۔" ایمان تلخی سے بولی تو دوسری جانب وہ انتہائی سلگ کر بولا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا، کیا میں اس کا کچھ نہیں لگتا؟ ایک تو مجھ سے پوچھے بغیر محترمہ نے مردوں کے آفس میں نوکری کرلی اور اب موصوفہ سیر سپاٹوں کو نکل کھڑی ہوئیں، وہ بھی مجھے بتاتا ہے۔"

"عاطف بھائی! وہ سیر سپاٹوں کے لیے نہیں گئی بلکہ اپنے ماموں زاد بھائی کی رسم مہندی میں گئی ہے۔" ایمان ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولی۔

"ہونہہ..... یہ بھی خوب کہی تم نے۔ جو ماموں اور ان کی فیملی تم لوگوں کو منہ تک نہیں لگاتی ان کی تقریبات اور خوشیوں میں تم لوگ دوڑے دوڑے چلے جاتے ہو۔" عاطف کے الفاظ نے ایمان کو جلتے ہوئے تنور میں ڈال دیا لیکن وائے مجبوری، وہ خاموش رہنے کے سوا اور کر بھی کیا سکتی تھی۔

"بتادینا اپنی آپی کو کہ اگر انہیں کچھ فرصت مل جائے تو مجھے فون کرلیں۔" یہ کہہ کر عاطف نے کھٹاک سے ریسیور رکھ دیا جب کہ ایمان گم صم سی ریسیور پکڑے نہ جانے کتنی دیر کھڑی رہی کہ اماں نماز سے فارغ ہوکر جب لاؤنج میں آئیں تو ایمان کو ساکت کھڑا دیکھ کر بہت زور سے چونکیں۔

"ارے ایمان، کیا ہوا؟ کس کا فون تھا اور تمہارا چہرہ کیوں اتنا زرد اور اترا ہوا ہے؟" اماں اس کے قریب آکر فکرمندی سے بولیں۔

"عاطف بھائی کا فون تھا۔" ایمان آہستگی سے بولی۔

"عاطف کا فون تھا! کیا کہہ رہا تھا؟"

"وہ کہہ رہے تھے کہ آپی کو ماموں کے گھر جانے سے پہلے ان کی اجازت لینی چاہئے تھی۔" ایمان ناگواری سے بولی تو اماں بھی بیزار سی ہوگئیں۔

"یہ عاطف تو بالکل باؤلا لڑکا ہے، بھلا ابھی سے اس سے اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے۔ ابھی تو وہ اپنے ماں باپ کے گھر میں ہے۔"

"اماں! جب عاطف بھائی شادی سے پہلے آپی کو اتنی پابندیوں اور سختیوں میں رکھ رہے ہیں تو شادی کے بعد تو نہ جانے کیا سلوک کریں گے، میری نازک اور حساس آپی کے ساتھ؟" ایمان انتہائی فکرمندی سے بولی تو اماں بھی ایک گہری سانس بھر کر رہ گئیں۔

"بیٹا! یہی خدشات تو مجھے رات دن کسی ناگ کی طرح ڈستے رہتے ہیں۔ میری زرنین پھولوں سے زیادہ نرم و نازک اور عاطف اتنا اکھڑ اور سخت مزاج انسان، سنگلاخ چٹان کی مانند۔" اماں افسوس و تاسف سے بولیں۔

"تو اماں، یہ تو پھر آنکھوں دیکھی مکھی نگلنے والی مثال ہوئی۔ آپ کیوں جان بوجھ کر آپی کو اس اندھے کنویں میں پھینک رہی ہیں جہاں آپی کے لیے کوئی بھی روشنی کا روزن اور خوشی کے ٹمٹماتے جگنو بھی نہ ہوں گے۔" ایمان روہانسی ہوکر بولی۔ پھر مزید گویا ہوئی۔ "اماں! آپ پلیز آپی کا یہ رشتہ ختم کردیجئے۔"

"یہ اتنا آسان نہیں ہے۔ کیا تم اپنی پھوپو کو نہیں

www.pkdigest.com

جانتیں، وہ پورے خاندان میں میری بچی کے شفاف کردار پر چھینٹے اچھالیں گی اور پھر میری دو بیٹیاں اور بھی تو ہیں۔ ان کے مستقبل پر کیا اثر پڑے گا۔ کون آئے گا انہیں بیاہنے۔" اماں خوفزدہ سی ہوکر بولیں۔

"افوہ اماں! آپ کیوں اتنا ڈرتی ہیں۔ اللہ پر بھروسہ رکھئے۔ وہ انشاء اللہ مشعل اور دعا کے نصیب بھی کھول دے گا اور زرنین آپی کو بھی عاطف بھائی سے لاکھوں گنا اچھا بر مل جائے گا۔ بس ایک بار آپ خود پر اور اس ذات پر بھروسہ کیجئے جس کے دست قدرت میں سب کچھ ہے۔" ایمان اماں کی ہمت باندھتے ہوئے بولی۔

وہ فطرتاً ڈرپوک اور کم ہمت عورت تھیں۔ حیدر صاحب کے ساتھ جب شادی ہوکر آئی تھیں، تب سے ہی اپنی سسرال والوں سے دبتی آئی تھیں۔ انہیں دبتا دیکھ کر ان کے سسرال والے ان پر حاوی ہوگئے تھے۔ وہ عاطف سے زرنین کا رشتہ ہرگز نہیں کرنا چاہتی تھیں لیکن اپنے شوہر کی خواہش اور اپنی نند کے جارحانہ طبیعت کے باعث انہوں نے اپنے لبوں پر قفل ڈال لیے تھے۔ حیدر صاحب کو عاطف کی اس قدر کھوٹی طبیعت کا اندازہ نہیں تھا وگرنہ وہ شاید کبھی بھی یہ رشتہ طے نہ کرتے۔ عاطف اتنا عیار اور مکار تھا کہ اپنے ماموں کے سامنے انتہائی سعادت مند اور فرمانبردار بھانجے کی طرح آتا تھا۔ وہ اس رشتے سے اتنا مطمئن تھے کہ اماں کی ہمت نہ ہوتی کہ انہیں عاطف کے اصل رنگ سے آگاہ کرتیں۔ ایک تو معذوری اوپر سے بیکاری نے انہیں اتنا حساس اور زندگی سے بیزار کردیا تھا کہ اکثر وبیشتر وہ اپنی موت کی خود دعائیں مانگتے تھے۔ ایسے میں انہیں یہ بتادیا جاتا کہ عاطف، زرنین کے کسی طور پر قابل نہیں تو شاید یہ صدمہ ان کے دل ودماغ میں بہت کاری ضرب لگادیتا۔

"اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہے مجھے، ایمان۔" اماں آہستگی سے بولیں۔ پھر مزید گویا ہوئیں۔ "اب عاطف، زرنین سے لڑے گا، ہائے میری بچی کہاں پھنس گئی۔" اماں کی بات سن کر ایمان بھی اداس ہوگئی۔

❖○❖○

ریڈکلر کے شیفون جارجٹ کے سوٹ میں کاپر رنگ کے موتیوں سے بنے کام کے سوٹ میں زرنین بہت پیاری لگ رہی تھی۔ اپنے شولڈر کٹ بالوں کو پن اپ کرکے چہرے پر ہلکا ہلکا میک اپ کیے وہ آج بہت مختلف لگ رہی تھی۔ البتہ جیولری کے نام پر اس نے سونے کے ٹاپس پہنے ہوئے تھے کیونکہ جیولری کا اسے بالکل شوق نہیں تھا جبکہ سونے کے یہ ٹاپس وہ ہمیشہ پہنے رکھتی تھی جو اسے بہت زیادہ عزیز تھے کیونکہ یہ ٹاپس ابا نے اسے میٹرک میں پوزیشن لانے پر گفٹ کیے تھے۔ گرین اور گولڈن امتزاج کے پشواز اور پاجامے میں مشعل اور آتشی گلابی پشواز پاجامے میں دعا بھی بہت پیاری لگ رہی تھی۔ مہندی کا انتظام شہر کے معروف ہوٹل میں تھا۔ دعا اور مشعل بہت انجوائے کررہی تھیں مگر زرنین کا سارا دھیان ابا کی طبیعت کی جانب تھا۔ آج صبح یہاں آتے وقت وہ اپنا موبائل بھی گھر چھوڑ آئی تھی۔ تمام لڑکیاں بڑے زور وشور سے گانا گانے میں مصروف تھیں اور اس شور سے زرنین کے سر کا درد بھی بڑھ گیا تھا۔

"ارے زرنین، تم وہاں اکیلی کیوں بیٹھی ہو، بھئی تم بھی لڑکیوں کے ساتھ گانے گاؤ۔" زرنین کی چھوٹی ممانی نے اسے یوں اکیلا بیٹھا دیکھا تو انتہائی

خوش اخلاقی سے بولیں۔

"نہیں چھوٹی ممانی، میں یہاں بالکل ایزی ہوں۔" وہ چھوٹی ممانی کے اس اخلاق کی وجہ بخوبی جانتی تھی۔ اس وقت وہ اپنی بیٹی کے ہونے والے سسرال والوں کے ساتھ موجود تھیں۔ وہ ان لوگوں کو یہ تاثر دینے کی کوشش کررہی تھیں کہ ان کے تعلقات اپنی سسرال والوں سے کتنے اچھے ہیں۔ زرنین ادھر ادھر نگاہ دوڑا رہی تھی کہ ایک شخص پر اس کی نگاہ ایک پل کو ٹھہری۔ "اوہ، نقاش یہیں پاکستان میں ہیں۔" انتہائی رف حلیے میں ہمیشہ کی طرح نقاش تمام محفل میں منفرد اور الگ رہا تھا کئی لڑکیوں کی نگاہوں کا مرکز بنا ہوا تھا جب کہ اس کے پہلو میں بلیک رنگ کی فینسی ساڑی جس کے سلیولیس بلاؤز میں سفید نگوں کا انتہائی دلکش اور نازک کام کیا ہوا تھا اور اسی کی ہم رنگ جیولری پہنے وہ بلیک بیوٹی بھی ہر گز نظر انداز کیے جانے کے لائق نہیں تھی۔ وہ نقاش کے ساتھ گردن اکڑائے مغرورانہ مسکراہٹ لیے ایسے گھوم رہی تھی جیسے کسی ریاست کی شہزادی ہو۔ تھوڑی دیر بعد نقاش لیڈیز سائیڈ پر آیا تو اس کی نگاہ الگ تھلگ بیٹھی زرنین پر پڑی۔ وہ اس لڑکی کے ہمراہ زرنین کے پاس چلا آیا۔

"اوہ زرنین! یہ تم ہو؟ کتنے عرصے بعد تمہیں دیکھا ہے۔" نقاش حیرت سے بولا تو زرنین نے مسکرا کر نقاش کو سلام کیا۔ وہ نقاش کی عجیب وغریب فطرت سے خوب واقف تھی۔ وہ اپنے گھر والوں سے کیا، پوری دنیا سے ہٹ کر تھا۔ بقول ایمان کے "میں نے نقاش بھائی جیسا انوکھا بندہ آج تک نہیں دیکھا۔" اب نقاش اپنی فرینڈ سے زرنین کا تعارف کرارہا تھا۔

"اور سناؤ ہنی، تمہارے منگیتر کا کیا حال ہے؟" نقاش بولا۔

"وہ ٹھیک ہیں، آپ سنائیں امریکہ سے کب آئے؟" زرنین نرم لہجے میں بولی۔

"میں پچھلے ہفتے آیا تھا اور اب تیمور کے ولیمے کی رات بزنس کے سلسلے میں ٹورنٹو چلا جاؤں گا۔" نقاش اپنے مخصوص انداز میں بولا تو زرنین مسکرا کر بولی۔

"آپ تو ہمیشہ ہی مصروف رہتے ہیں۔"

"اوہ نقاش! یہاں سے چلو، مجھے یہاں بہت گھٹن ہورہی ہے۔" انتہائی دلکش سی نسوانی آواز پر نقاش اور زرنین نے چونک کر اسے دیکھا۔ دونوں ہی تھوڑی دیر کے لیے اسے فراموش کرگئے تھے۔

"اوکے ڈیئر، پھر ملاقات ہوگی۔" زرنین سے کہہ کر بنا اس کا جواب سنے وہ اس لڑکی کے ساتھ چلتا بنا۔ "واقعی نقاش بڑا انوکھا انسان ہے۔" زرنین خود سے بولی پھر خود ہی مسکرادی۔

❖○❖○

ابا کی طبیعت کچھ زیادہ ہی خراب ہوگئی تھی لہٰذا زرنین نے محلے کے ڈاکٹر سے مشورہ کرکے انہیں قریبی اسپتال میں ایڈمٹ کرادیا تھا۔ وہ عجیب بہکی بہکی باتیں کررہے تھے۔ "زرنین میرے جانے کا وقت شاید آگیا ہے۔ تم اپنی چھوٹی بہنوں کا خیال رکھنا۔" ابا ٹوٹے پھوٹے لہجے میں زرنین سے بولے تو زرنین کی آنکھیں گویا سمندر بن گئیں۔

"ابا پلیز، ایسی باتیں مت کریں۔ ہمیں آپ کے سہارے کی ضرورت ہے۔ آپ کی شفقت کی ضرورت ہے۔ آپ ہمیں چھوڑ کر کہیں نہیں جائیں گے۔" زرنین نے کہتے کہتے آخر میں ابا کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر لجاجت سے کہا تو ابا کے ہونٹوں پر ایک تھکی تھکی مسکراہٹ پھیل گئی۔

www.pkdigest.com

"بیٹا! موت تو برحق ہے۔ اس سے فرار کسی بھی نفس کو جرات نہیں۔ ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔" وہ اسے سمجھاتے ہوئے بولے۔

"آپ ایسی باتیں کر کے کیوں ہمیں ہولا رہے ہیں۔ موسمی بخار ہے آپ کو انشاء اللہ آپ بالکل ٹھیک ہو جائیں گے۔" اماں روتی ہوئی زرنین کو اپنے ساتھ لگاتے ہوئے بولیں۔ پھر زرنین کی طرف متوجہ ہو کر گویا ہوئیں۔

"زرنین بیٹا تم گھر جاؤ۔ ایمان، مشعل اور دعا اکیلی ہیں۔ وہ ہراساں ہو رہی ہوں گی۔"

"اماں! میرا ابا کو چھوڑ کر جانے کو دل نہیں چاہ رہا۔" زرنین بے بسی سے بولی تو اسی دوران چھوپو اور عاطف دروازہ کھول کر اندر آ گئے۔

"حد ہو گئی بھابی! میرا بھائی اسپتال میں پڑا ہے اور مجھے کسی نے خبر تک نہ کی۔" پھوپو اپنے مخصوص انداز میں پاؤں پٹختی اماں سے مخاطب ہوئیں جب کہ عاطف کے چہرے پر بھی بارہ بج رہے تھے۔ زرنین اپنے تنے ہوئے اعصاب کو ریلیکس کرنے کی غرض سے کمرے سے باہر آ گئی اور بالکونی میں کھڑے ہو کر اسپتال کی باہر کی بھاگتی دوڑتی زندگی کو دیکھنے لگی۔ ابھی اسے کھڑے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی عقب سے عاطف کی سلگتی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔

"تم مجھے ایک فون تو کر سکتی تھیں۔ وہ صرف تمہارے ابا نہیں میرے بھی کچھ لگتے ہیں۔"

"ایم سوری عاطف آج صبح بھاگم بھاگ ہم ابا کو اسپتال لائے ہیں۔ میں ابھی تمہیں فون کرنے ہی جا رہی تھی۔" زرنین نرم لہجے میں رسانیت سے بولی لیکن عاطف کے بگڑے تیور ہنوز برقرار رہے۔ پھر جھنکار ابھر کر بولا۔

"تم کل کس کی اجازت سے اپنے ماموں کے گھر فنکشن میں گئی تھیں؟" عاطف کا جملہ سن کر زرنین نے انتہائی تحیر کے عالم میں عاطف کو دیکھا۔

"عاطف! آپ سمجھتے کیوں نہیں میں ماموں کے گھر اپنے ماں باپ کی اجازت سے گئی تھی۔" وہ ٹھوس لہجے میں بولی تو عاطف کو اس کا جملہ انتہائی برا لگا۔

"ہاں! میں تو دودھ پیتا بچہ ہوں ناں جو مجھے کچھ بھی سمجھ میں نہیں آتا۔ تم میری ہونے والی بیوی ہو زرنین! اور میں یہ بالکل پسند نہیں کرتا کہ تم شتر بے مہار ادھر سے ادھر پورے شہر میں ڈولتی پھرو۔" عاطف بنا ادھر ادھر لوگوں کا لحاظ کیے اسے سخت لہجے میں سناتا چلا گیا۔

"عاطف! خدا کے واسطے اس وقت آپ یہاں سے چلے جائیے۔ میرا ذہن بہت منتشر ہے۔" زرنین [illegible] ہوئے بڑی مشکل سے بولی۔ عاطف اس کے جواب میں کچھ نہ بولا البتہ ایک کٹیلی نگاہ اس پر ڈال کر وہاں سے چلا گیا جب کہ زرنین نے اپنے سر کو دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔

زرنین نے اماں کو زبردستی گھر بھیج دیا اور خود ابا کے ساتھ اسپتال میں رہی۔ رات کو ماموں نقاش کے ہمراہ اپنے بہنوئی کو دیکھنے اسپتال آئے تو زرنین انہیں دیکھ کر تھوڑا حیران ہوئی۔

"ارے ماموں آپ لوگ! آج تو تیمور بھائی کی بارات ہے ناں؟"

"ہاں بیٹا لیکن تم تو جانتی ہو نا کہ آج کل یہ فنکشن رات بارہ بجے کے بعد ہی شروع ہوتے ہیں۔ میں نے سوچا دلہا بھائی کو دیکھ کر آ جاؤں۔" ماموں متانت سے بولے تو زرنین نے بھی تائیدی

www.pkdigest.com

انداز میں سر ہلایا۔

"اب کیسے ہیں انکل؟" نقاش کی آواز پر وہ اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"اب تو اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ بخار نہیں ہے لیکن کمزوری بہت ہے۔" زرنین گہری نیند میں مستغرق ابا کو پیار بھری نگاہوں سے دیکھ کر بولی۔

"ہنی! تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھ سے کہہ دینا۔" نقاش کے کیئرنگ انداز پر زرنین ہولے سے مسکرا کر سر اثبات میں ہلا گئی۔

"نقاش! آپ ابھی تک زرنین کو ہنی بولتے ہیں۔" ماموں حیرت سے بولے۔ نقاش بچپن سے ہی زرنین کو ہنی کہتا تھا کیونکہ زرنین کو شہد کھانے کا بہت شوق تھا۔

"یس پاپا۔" وہ مسکرا کر بولا تو زرنین اور ماموں بھی مسکرا دیئے۔

صبح اماں کے ہمراہ تینوں بہنیں آ گئیں تو زرنین نے سوچا کہ وہ آفس چلی جائے۔ ابا کی طبیعت بھی کافی بہتر تھی اور چونکہ اس کی جاب نئی تھی لہٰذا وہ زیادہ چھٹیاں افورڈ نہیں کر سکتی تھی اور ویسے بھی شام کو ابا ڈسچارج بھی ہونے والے تھے۔ زرنین گھر آ کر آفس جانے کے لیے تیار ہوئی اور آفس چلی گئی۔ شام کو وہ ڈائریکٹ آفس سے اسپتال آ گئی جہاں پھوپو اور عاطف بھی موجود تھے۔ انہیں یہاں دیکھ کر زرنین کی تھکن مزید دوچند ہو گئی۔ پھوپو اور عاطف کو سلام کر کے وہ دھیرے سے اماں سے بولی۔

"اماں میں اسپتال کا حساب کر کے آتی ہوں۔ پھر ہم ابا کو لے کر گھر چلتے ہیں۔" وہ بولی تو آہستہ آواز میں تھی لیکن پاس کھڑے عاطف نے سب کچھ بخوبی سن لیا تھا۔

"میں نے تمام حسابات کلیئر کر دیئے ہیں' چلو گھر چلنے کی تیاری کرو۔" عاطف انتہائی اکڑ کر مغرور انداز میں بولا تو اس نے اماں جان کو تادیبی نگاہوں سے دیکھا۔ بھلا کیا ضرورت تھی اماں کو عاطف سے بل جمع کروانے کی۔ "اب شاید تمام زندگی تم مجھے اس احسان کا طعنہ دیتے رہو گے' عاطف۔" زرنین دل ہی دل میں بولی۔

❖○❖○

ایمان کے سسرال والے شادی پر زور دے رہے تھے۔ اماں خود بھی یہی چاہتی تھیں کہ جلد از جلد ایمان اور زرنین کے فرض سے سبکدوش ہو جائیں جبکہ ابا بھی یہ خبر سن کر خوش ہوئے۔ "چلو نیک بخت' میں اپنی زندگی میں یہ خوشی دیکھ لوں گا۔" ابا کی خوشی و طمانیت کو محسوس کر کے وہ بھی مطمئن ہو گئی تھیں لیکن جب پھوپو سے اس بابت کا تذکرہ کیا تو وہ منہ بنا کر بولیں۔

"ابھی تو میرے عاطف کی جاب لگی ہے۔ اسے تھوڑا سیٹ تو ہونے دو۔"

"مگر آپا' آپ کے بھائی کی یہ خواہش ہے کہ وہ اپنی دونوں بیٹیوں کی رخصتی اپنے ہاتھوں سے کریں۔" اماں رسانیت سے بولیں۔

"ٹھیک ہے میں عاطف' ہنی اور اپنے داماد سے بات کر کے بتاتی ہوں۔" پھوپو اپنے مخصوص انداز میں بولیں اور پھر دو دن بعد انہوں نے بھی رضامندی دے دی لیکن جہیز کی ایک لمبی فہرست کے ساتھ۔

"اماں! ہم کس طرح سے پھوپو کی یہ ڈیمانڈز پوری کریں گے؟" زرنین چیزوں کی اتنی لمبی فہرست پڑھ کر حواس باختہ سی ہو کر بولی۔

"بیٹا جب تمہاری پھوپو یہ فہرست لائی تھیں میں

نے بھی دبے دبے لہجے میں ان سے اس بابت استفسار کیا تھا لیکن وہ چڑ کر بولیں۔ "میرا ایک ہی تو بیٹا ہے۔ آخر ہمارے بھی کچھ ارمان ہیں اور پھر زرنین اتنے عرصے سے جاب بھی تو کر رہی ہے بیٹا تم نے اچھا خاصا جوڑ لیا ہوگا۔" اماں تمام تفصیل بتاتے ہوئے غمگین سی ہو گئیں۔

"اماں' آپ پھوپو سے صاف کہہ دیجئے کہ ہم ان کی ڈیمانڈز پوری نہیں کر سکتے۔" زرنین قطعیت سے بولی تو اماں نے دہل کر اسے دیکھا۔

"نہیں بچے' ہم ایسا نہیں کہہ سکتے۔ وہ..... وہ کہیں رشتہ نہ توڑ دیں۔ پھر سارے خاندان میں ہماری کتنی سبکی ہوگی۔" اماں جلدی سے بولیں۔

"اماں! کیا اس پوری دنیا میں عاطف ہی رہ گیا ہے میرے لیے؟ اور آپ خاندان والوں کی کیوں اتنی فکر کرتی ہیں۔ کوئی آتا ہے ہم سے ملنے' جانتے ہیں سب کہ ہم پر کڑا وقت آ پڑا ہے۔ کوئی جھانکتا بھی نہیں ہے۔" ٹھنڈے اور دھیمے مزاج کی زرنین کا ضبط بالآخر جواب دے گیا۔ وہ چیخ کر بولی تو کمرے میں آتی ایمان کے کانوں میں بھی زرنین کے الفاظ پڑے۔

"آپی' بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ کیا اس بھری دنیا میں صرف عاطف بھائی ہی رہ گئے ہیں۔ اماں' آپ دیکھئے گا آپی کا نصیب کتنا چمک دار اور اجلا ہوگا۔" ایمان اماں کے ٹھنڈے ہوتے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے بولی۔

"اور تمہارے ابا جو اتنا خوش ہیں انہیں میں کیا بتاؤں؟" اماں بے بسی سے بولیں تو دونوں بہنوں کی زبان تالو سے چپک گئی۔ پھر ایمان قدرے توقف کے بعد بولی۔

"آپ ابا کو یہ تو بتائیے کہ پھوپو نے جہیز کی اتنی لمبی لسٹ بھیجی ہے اور پھوپو سے بھی واشگاف الفاظ میں کہہ دیجئے کہ ہم ان کی ڈیمانڈز پوری نہیں کر سکتے۔" ایمان نرمی سے بولی۔

"ایمان بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے۔ آپ ابا سے نہیں تو پھوپو سے بات ضرور کیجئے۔" زرنین تائیدی انداز میں بولی تو اماں کسی گہری سوچ میں ڈوب گئیں۔

اماں کو پھوپو سے بات کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ اگلے دن عاطف زرنین کو بتائے بنا اس کے آفس میں آ دھمکا۔ زرنین جو اپنے کولیگ فیصل کے ساتھ کسی بات پر ہنس رہی تھی' عاطف کو اپنے کیبن میں یوں چھاپہ مارنے والے انداز میں آتا دیکھ کر پل کی پل خاموش ہو گئی۔

"ارے عاطف آپ' اچانک!" زرنین فقط اتنا ہی بولی تھی کہ عاطف پھٹ پڑا۔

"ہوں' اب سمجھا کہ تم کیوں یہ جاب چھوڑنا نہیں چاہتی تھیں۔" وہ فیصل کو کینہ توز نگاہوں سے دیکھتا ہوا انگارے چبا کر بولا جب کہ دوسری جانب مارے خفت و تذلیل کے زرنین کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

"عاطف' آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔ فیصل میرے بھائی جیسا ہے۔"

وہ اپنی پوزیشن صاف کرنے کی غرض سے جلدی جلدی بولی لیکن عاطف نے جیسے کچھ سنا ہی نہیں۔

"میں تم جیسی بدکار اور بے حیا لڑکی سے ابھی اور اسی وقت....."

"شٹ اپ مسٹر عاطف۔" اس سے پہلے کہ عاطف اسے ہمیشہ کے لیے اسے خود کی نگاہوں میں گرا دیتا' اسے خاک کر جاتا وہ اس کا جملہ قطع کر کے اونچی آواز میں بولی۔ "اب اس سے آگے ایک لفظ بھی مت کہئے گا ورنہ معلوم نہیں میں کیا کر ڈالوں گی

www.pkdigest.com

اور یہ لیں اپنی منگنی کی انگوٹھی۔'' وہ اپنے ہاتھ کی انگلی سے انگوٹھی اتار کر بولی۔

''آپ کیا مجھ سے شادی کرنے سے انکار کریں گے' میں خود یہ رشتہ توڑتی ہوں۔'' اس کے آفس کا پورا اسٹاف یہ تماشا دیکھ رہا تھا۔ بعض لوگوں کے چہروں میں تاسف تھا تو کچھ تمسخراتی اور مذاق اڑاتی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ عاطف مزید اسے سنتا ہوا وہاں سے چلا گیا تو زرنین نے اپنے ساکت وجود کو کرسی پر ڈالا۔

''آپ لوگ اپنا اپنا کام کیجئے' یہاں کوئی تماشا نہیں ہو رہا۔'' فیصل نے تمام اسٹاف کو مخاطب کر کے کہا پھر مڑ کر زرنین کو دیکھا جو سرخ آنکھیں و چہرہ لیے لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔ فیصل جلدی سے جا کر اس کے لیے پانی کا گلاس لایا جسے اس نے ایک ہی سانس میں پی لیا۔

''آر یو اوکے' زرنین؟'' فیصل پشیمانی سے بولا تو یکدم زرنین کی آنکھیں پانیوں سے بھر گئیں۔ اس نے بمشکل سر اثبات میں ہلایا۔

''زرنین' ایم ویری سوری! میری وجہ سے آپ کے منگیتر نے آپ جیسی شفاف لڑکی پر شک کیا۔'' فیصل ندامت سے بولا۔

''وہ ایک بیمار ذہنیت کا انسان ہے۔ اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں۔'' زرنین زہر خند لہجے میں بولی پھر اس سے معذرت خواہانہ انداز میں گویا ہوئی۔ ''ایم سوری فیصل' میں آپ کے بیٹے کی سالگرہ میں شرکت نہیں کر سکوں گی۔''

''اٹس اوکے' زرنین! لیکن اگر آپ کہیں تو میں آپ کے منگیتر کی بدگمانی دور کرنے کی کوشش کروں۔'' وہ ابھی تک ندامت کے سمندر میں غوطہ زن تھا اور اس سمندر سے وہ اپنا سر نہیں اٹھا پا رہا تھا۔

زرنین اسے بہنوں کی طرح عزیز تھی۔ وہ یہ ہرگز نہیں چاہتا تھا کہ اس کی وجہ سے زرنین کا گھر بسنے سے پہلے ہی اجڑ جائے۔

''پلیز فیصل' اس سارے قصے میں آپ خود کو قصوروار نہ سمجھیں۔ عاطف نے ہمیشہ مجھ پر شک کیا ہے۔ کبھی مجھ پر اعتماد نہیں کیا اور جن رشتوں میں شک و بداعتمادی کے بادل ہوں وہ رشتہ کبھی بھی پنپ نہیں۔ بنا اعتماد و بھروسے کے میاں بیوی کا رشتہ اس جلتے چراغ کی مانند ہوتا ہے جو آندھی کی زد میں ہو اور کسی بھی پل شک کا جھونکا اس رشتے کی لو کو بجھا دے۔ مجھے پہلے ہی اندازہ تھا کہ ہمارے رشتے کی لو بہت جلد بجھ جائے گی'' زرنین تاسف سے بولی' پھر فیصل سے کہہ کر اپنا پرس سنبھال کر آفس سے باہر نکل آئی۔

❖○❖○

ابھی تھوڑی دیر پہلے پھوپو تمام سامان واپس کر گئی تھی بلکہ ان کے منہ پر مار گئی تھیں اور ساتھ ساتھ اپنی بھاوج اور زرنین کو بے نقط سنائی تھیں۔ ابا کو تمام واقعہ کا علم ہو چکا تھا اور اس وقت سے وہ گم صم سے تھے۔ گھر میں ایک سوگواری سی کیفیت قائم تھی لیکن زرنین کا دل بہت مطمئن تھا کیونکہ جب پھوپو نے ابا کو زرنین کے ''کرتوت'' بتانے چاہے تو انہوں نے یہ کہہ کر خاموش کر دیا کہ ''میری بیٹی' بیٹی نہیں بلکہ میرا بیٹا ہے' میرا دایاں ہاتھ اور مجھے اس پر پورا بھروسہ ہے۔'' یہ سن کر پھوپو اور زیادہ کلس گئی تھیں۔

اس دن کے بعد سے زرنین آفس نہیں گئی تھی۔ اس کے اندر لوگوں کی مذاق اڑاتی معنی خیز نگاہوں کو برداشت کرنے کی تاب نہیں تھی۔ اب وہ کسی دوسری جگہ جاب کے لیے کوششیں کر رہی تھی ساتھ

ساتھ ایمان کی شادی کی بھی تیاریوں میں حصہ لے رہی تھی۔

فرقان انٹر پرائزز سے زرنین انٹرویو دے کر نکلی تو گیٹ سے باہر اس کی ملاقات نقاش سے ہو گئی۔

''تم یہاں کیسے؟'' نقاش نے اپنے مخصوص انداز میں استفسار کیا۔ اس کے لہجے میں نہ حیرت تھی نہ تجسس کہ وہ یہاں کیا کر رہی ہے اور یہی نقاش کی طبیعت کا خاصا تھا۔ وہ کسی بھی بات کا تاثر نہیں دیتا تھا۔ اس نے اپنے مزاج کے موسموں کو نہ جانے اپنی ذات کے کس کونے میں چھپا رکھا تھا کہ اس کے کسی بھی عمل یا جملے سے اس کی حیرانی' پریشانی' خوشی' غمی جیسے تاثرات کا معلوم نہیں ہوتا تھا۔

''دراصل میں یہاں انٹرویو دینے آئی تھی۔'' زرنین نے جواب دیا۔

''تو پہلے والی جاب تم نے چھوڑ دی؟''

''جی' وہ چھوڑ دی۔'' زرنین نے مختصر جواب دیا۔

''اوکے' پھر سمجھو تمہیں یہاں جاب مل گئی۔'' وہ پھر اپنے مخصوص انداز میں بولا لیکن زرنین بے تحاشا خوش ہو گئی۔

''سچ نقاش! اگر ایسا ہو جائے تو بہت اچھا ہو۔'' وہ ایکسائیٹڈ ہو کر بولی۔

''ہنہ! ہو جائے نہیں' سمجھو ہو گیا۔'' نقاش کے اس جملے نے اسے گہرے اطمینان سے نواز دیا۔

''اچھا چلو میں تمہیں گھر چھوڑ دیتا ہوں۔ پھوپو جان سے بھی ملاقات ہو جائے گی۔'' وہ گاڑی کی جانب مڑ کر بولا تو زرنین نے بھی اس کی تقلید کی۔

''ہنہ! تم نے کہاں تک پڑھا ہے؟'' سہولت سے ڈرائیو کرتے نقاش نے استفسار کیا۔

''بی بی اے کیا ہے' مزید پڑھنے کی خواہش تھی لیکن ابا کی بیماری کی وجہ سے وہ حسرت بن گئی۔'' وہ بظاہر ہلکے پھلکے انداز میں بولی لیکن اندر سے بجھ گئی۔ ایم بی اے کی ڈگری لینا اس کی سب سے بڑی خواہش اور خواب تھا۔

''تم ایسا کیوں نہیں کرتیں USA اسٹوڈنٹ ویزے میں چلی جاؤ اور وہیں سے ایم بی اے کر کے آؤ تو یہاں تمہیں بہترین جاب مل سکتی ہے۔'' نقاش کی بات پر زرنین نے استعجابیہ نظروں سے نقاش کو دیکھا۔

''آپ شاید مذاق کر رہے ہیں' میں اور امریکہ.....! وہ بھی اپنی تعلیم مکمل کرنے جاؤں' ناممکن۔ ایسا تو کبھی ہو نہیں سکتا۔'' زرنین نے انتہائی شدومد سے گردن نہیں میں ہلائی۔

''اس دنیا میں ناممکن کچھ بھی نہیں۔ تم حامی تو بھرو' میں تمہارا ایڈمیشن یونیورسٹی میں کروا دیتا ہوں۔'' نقاش نے یہ کہہ کر زرنین کو تحیر و استعجاب کے سمندر میں دھکیل دیا۔

''آ.....آپ مجھے امریکہ بھجوائیں گے؟'' وہ بے یقینی کی کیفیت میں گھر کر بولی۔

''وہاں میرا دوست اپنی وائف کے ساتھ رہتا ہے۔ تم ان لوگوں کے ساتھ رہ لینا۔ محض دو سال کی تو بات ہے پھر تمہارا فیوچر بہت شاندار ہو گا۔'' نقاش اس کی حیرانی کو خاطر میں لائے بغیر بولا۔

''میں سوچ کر آپ کو بتاؤں گی۔'' زرنین فقط اتنا ہی کہہ سکی لیکن اندر سے وہ اچھی خاصی الجھ گئی۔

❖○❖○

ایمان کی شادی بخیر و عافیت انجام پا گئی تو اماں اور زرنین نے سکھ کا سانس بھرا۔ سارا گھر اس پل اودھا پڑا ہوا تھا۔ وہ جلدی جلدی گھر سمیٹنے لگی۔

''زرنین بیٹا' کل صبح کر لینا۔ تم بھی بہت تھک

www.pkdigest.com

گئی ہوگی۔" اماں اسے کام کرتا دیکھ کر محبت و شفقت سے بولیں۔

"نہیں اماں' کل صبح مجھے آفس جانا ہے۔" فرقان انٹر پرائزز میں جاب کرتے اسے محض ایک مہینہ ہی ہوا تھا۔ وہ نقاش کی دل سے ممنون و مشکور تھی کہ اس کے توسط سے جلد ہی دوسری جاب مل گئی تھی۔ آج چونکہ ایمان کی رخصتی تھی لہٰذا اس نے چھٹی کرلی تھی لیکن کل اسے ہر قیمت پر آفس جانا تھا۔ ایمان کی رخصتی میں نقاش بھی آیا تھا۔ وہی رف سا حلیہ اور بے پروا انداز لیے جب کہ ماموں' ممانی امریکہ گئے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد مشعل اور دعا بھی کپڑے بدل کر زرنین کا ہاتھ بٹا رہی تھیں۔

❖○❖○

فرقان انٹر پرائزز میں جاب کرکے وہ خاصی مطمئن تھی۔ ایک تو آفس کا ماحول دیگر دفاتر کے مقابلے میں کافی صاف ستھرا تھا اور دوسرا فرقان جو زرنین کا ایم ڈی تھا' وہ نقاش کا بہت اچھا دوست بھی تھا۔ ابھی اس نے چند دن سکون سے گزارے تھے کہ ابا جان کو فالج کا اٹیک ہوگیا۔ دعا' مشعل اور ایمان کا رو رو کر برا حال تھا۔ خود اماں جان بھی کافی نڈھال تھیں۔ ایسے وقت میں صرف زرنین تھی جو ضبط و صبر کا دامن بڑی مشکل سے تھامے بیٹھی تھی۔ فالج کا اثر ابا جان کے دماغ پر بھی ہوا تھا جس کی وجہ سے وہ مستقل غنودگی میں تھے۔ ابھی پچھلے ماہ ہی تو ایمان کی شادی زرنین اور اماں جان نے بڑی مشکلوں سے اپنی سفید پوشی کا بھرم رکھ کر کی تھی۔ اسپتال کے اخراجات' دوائیوں کا خرچ' زرنین کی سکت سے باہر ہوتا جارہا تھا۔ آفس سے اس نے پہلے ہی ایڈوانس سیلری بھی لے لی تھی۔ ایک طرف تو ابا کی حالت کی فکر اور دوسری جانب پیسوں کی پریشانی۔ زرنین بے تحاشا پریشان تھی۔ ڈاکٹرز ابا کے مزید کچھ ٹیسٹ کرنا چاہتے تھے لیکن زرنین اور اماں کے ہاتھ بالکل خالی تھے۔ ایمان اور اس کا شوہر باسط روز ابا کو دیکھنے آتے تھے لیکن زرنین نے ان دونوں کے سامنے اس بات کا بالکل تذکرہ نہیں کیا تھا۔ ویسے بھی وہ اس گھر کا داماد تھا' بیٹا نہیں جس سے رقم مانگی جاتی۔ ماموں بھی بزنس کے سلسلے میں ملک سے باہر تھے ورنہ وہ خود ہی اپنی خوددار بہن کے ہاتھ میں چپکے سے رقم رکھ جاتے۔ انتہائی بے بس و لاچار ہوکر زرنین نے نقاش کا موبائل نمبر ملایا۔ دوسری جانب بیل تواتر سے جارہی تھی لیکن نقاش موبائل ریسیو نہیں کررہا تھا۔ تیسری بار جب اس نے نمبر ملایا تو دوسری بیل پر نقاش کی نیند میں ڈوبی آواز ابھری۔

"ہیلو..... نقاش۔"

"مم..... میں زرنین بات کررہی ہوں۔" زرنین نے جھجک کر اپنا تعارف کرایا تو نقاش کے اعصاب پر چھایا نیند کا خمار کچھ کچھ چھٹا۔

"ہنی' خیریت تو ہے؟" وہ اپنے مخصوص لہجے میں بولا۔

"میں نے آپ کو ڈسٹرب کردیا۔ آپ شاید سو رہے تھے۔" زرنین پشیمانی سے بولی۔

"اٹس اوکے۔ سب خیریت تو ہے ناں؟" وہ سہولت سے بولا تو اس پل زرنین کو لگا جیسے صبر کا دامن اس کے ہاتھوں سے چھوٹ جائے گا۔

"ٹھیک نہیں ہے نقاش' ابا کو فالج کا اٹیک ہوا ہے۔" بولتے بولتے اس کی آواز رندھ گئی۔

"تم مجھے بتاؤ کون سے اسپتال میں ہیں وہ؟" نقاش جلدی سے بولا اور پھر اسپتال کا نام سن کر بولا۔ "اوکے' میں آدھے گھنٹے میں وہاں پہنچتا

ہوں۔" یہ کہہ کر اس نے موبائل آف کردیا۔

ٹھیک آدھے گھنٹے بعد نقاش اسپتال میں موجود تھا۔ اس نے فی الفور ابا کو ایک معروف پرائیویٹ اسپتال میں منتقل کیا اور تمام ٹیسٹ کروائے۔ ٹیسٹ کی رپورٹ شام کو آئی تو اس وقت بھی نقاش وہیں موجود تھا۔ ڈاکٹرز ابا کی رپورٹ دیکھ کر خاصے مایوس تھے کیونکہ فالج کے اٹیک کی بدولت ان کا دماغ آدھے سے زیادہ ناکارہ ہوچکا تھا۔ ڈاکٹرز کی زبانی یہ المناک خبر سن کر مشعل' دعا اور ایمان بے تحاشا رونے لگیں لیکن نقاش نے دیکھا کہ زرنین انتہائی ضبط سے لب بھینچے اپنی ماں کو سینے سے لگائے چپ چاپ کھڑی تھی۔

تقریباً ایک ہفتہ موت و زیست کی کشمکش میں جھولتے ابا بالآخر زندگی کی بازی ہار گئے اور موت کے مہیب اور تاریک سفر کے مسافر بن گئے۔

نقاش کافی دن سے زرنین کو نوٹ کررہا تھا کہ وہ اپنی ماں اور بہنوں کو بخوبی سنبھال رہی ہے لیکن اسے سنبھالنے والا کوئی نہیں تھا۔ حتیٰ کہ جب ابا کا جنازہ اٹھا تو وہ اپنی بہنوں کو سنبھالے بس چپکے چپکے رو رہی تھی۔ سوئم کے بعد جب تمام مہمان اپنے اپنے گھروں کو سدھار گئے تو گھر جیسے کاٹنے کو دوڑنے لگا۔ زرنین نے فی الحال آفس سے چھٹیاں لے لی تھیں۔ وہ سمجھتی تھی کہ گھر والوں کو اس نازک گھڑی میں اس کی کتنی ضرورت تھی۔ اماں بھی بیٹھے بیٹھے رونے لگتیں اور پھر اماں کو دیکھ کر دعا اور مشعل بھی بے قابو ہوجاتیں۔

زرنین کو اپنے باپ کے وہ الفاظ ابھی تک ازبر تھے کہ "زرنین میری بیٹی نہیں' بلکہ بیٹا ہے۔" اور وہ اس گھر کا بیٹا بن کر دکھانا چاہتی تھی۔ کبھی اپنے دکھ پر اس نے ضبط و برداشت کے پہرے بٹھا رکھے تھے۔ پھوپو صرف موت کے دن آئیں اور جلد ہی چلی گئیں۔ اس کے بعد بھولے سے بھی جھانک کر نہیں دیکھا۔ البتہ نقاش ہر روز تھوڑی دیر کے لیے ضرور چکر لگاتا تھا۔

وہ عشاء کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تو حسب عادت ہوا خوری کی غرض سے اوپر چھت پر آگئی۔ وسیع و بیکراں نیلگوں آسمان کے بالکل وسط میں چودھویں کا چاند آج اسے کملایا ہوا محسوس ہوا۔ اداس و مایوس چاند کی چاندنی میں بھی آج دودھیا پن کی جگہ گدلا پن تھا۔ اسے لگا جیسے ستارے بھی مضمحل و ملول سے آسمان کی گود میں بیٹھے ہیں۔ سچ کہتے ہیں کہ موسم انسان کے اندر ہوتے ہیں۔ اگر ہمارے اندر کا موسم اچھا ہوتا ہے تو باہر کا ہر موسم ہمیں پیارا لگتا ہے۔ ورنہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔ زرنین نہ جانے کہاں کہاں سوچ کی وادیوں میں نکل جاتی جب نقاش کی آواز نے اس کی محویت کو چھناکے سے توڑا۔

"یہ آسمان پر اتنے غور و خوض سے کیا دیکھا جارہا ہے؟" نقاش اپنے مخصوص لہجے میں بولا تو زرنین نے اسے بے تحاشا چونک کر دیکھا اور فوراً سلام کیا۔ پھر اپنے انہماک کی وضاحت کرتے ہوئے بولی۔

"بس کچھ خاص نہیں۔ مجھے ہمیشہ آسمان کو دیکھنا اچھا لگتا ہے۔"

"اچھا..... اور کیا کیا اچھا لگتا ہے؟" نقاش نے استفسار کیا تو نہ جانے کیوں اداس سی زرنین اور زیادہ مضمحل اور ملول سی ہوگئی۔

"اب مجھے کچھ بھی اچھا نہیں لگتا نقاش۔ ایسا لگتا ہے کہ دنیا کے سارے رنگ ایک ہی جھٹکے میں بے رنگ ہوگئے ہوں۔ کائنات مجھے بہت پھیکی پھیکی سی لگنے لگی ہے۔ مجھے یہ دنیا اچھی نہیں لگ رہی۔"

www.pkdigest.com

بولتے بولتے زرنین کی آواز بھرآئی اور نقاش یہی چاہتا تھا کہ وہ کسی کے سامنے اپنے غم و دکھ کو آنسوؤں کی صورت میں باہر نکالے ورنہ یہ آنسو جو اس کے اندر گر رہے ہیں وہ جم کر کہیں گلیشیر کی صورت اختیار نہ کرلیں۔

"ہنی' مائی سوئیٹ کزن! مرنے والوں کے ساتھ مرا نہیں جاتا۔" نقاش کا اتنا کہنا تھا کہ زرنین منہ ہاتھوں میں چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رودی۔ نقاش نے ازراہ ہمدردی اسے اپنے شانے سے لگا لیا اور بے خودی اپنے غم میں ڈوبی زرنین کو یہ معلوم ہی نہ ہوا کہ وہ کب نقاش کے شانے سے لگی اس کا کندھا بھگو رہی ہے۔ جب رونے میں کمی آئی تو چاروں جانب اس نے مردانہ پرفیوم کی مہک کو محسوس کیا۔ اس نے گھبرا کر سر اٹھایا تو خود کو نقاش سے لگا دیکھ کر وہ کرنٹ کھا کر اس سے دور ہٹی۔

"ائی پرابلم ہنی!" نقاش اس کے یوں بلک کر ہٹنے پر تھوڑا حیران ہو کر بولا۔

"ایم...... ایم سوری' میں نے آپ کی شرٹ خراب کردی۔" وہ جانتی تھی کہ یہ حرکت نقاش کے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ وہ جس سوسائٹی میں موو کرتا تھا جس فیملی سے تعلق رکھتا تھا وہاں ایسی باتیں بالکل بھی معیوب نہیں سمجھی جاتی تھیں اور پھر اس کی آدھی سے زیادہ زندگی تو یورپ میں گزری تھی۔ وہ انتہائی براڈ مائنڈڈ تھا۔ صنفی امتیاز کو درخور اعتنا نہ سمجھتا تھا۔

"ویسے اگر دوبارہ رونے کا دل چاہے تو مجھ سے گلے لگ کر رولینا۔ اس طرح اکیلے آسمان کو دیکھنے کھڑی مت ہوجانا۔" نقاش عام سے لہجے میں بولا لیکن زرنین اس کی بات پر سٹپٹا گئی۔

"واقعی نقاش' تم بہت انوکھے ہو۔" وہ دل ہی دل میں خود سے بولی۔

❖○❖○

مہنگائی کے منہ زور طوفان میں زرنین کی قلیل تنخواہ میں گھر چلانا اماں کے لیے مشکل ہوتا جارہا تھا۔ مشعل اور دعا کے ٹیوشن کے پیسے بھی ناکافی ہوتے جارہے تھے۔ زرنین صبح جاتی تو سرشام تھکی ہاری گھر میں داخل ہوتی۔ وہ اپنی ساری تنخواہ اماں کے ہاتھ میں تھمادیتی۔ اماں اندر ہی اندر ازحد پریشان تھیں کہ کس طرح وہ زرنین سے کہیں کہ گھر کا چلنا کافی مشکل ہوتا جارہا ہے۔ زرنین سمجھ رہی تھی کہ اماں نے گیس اور بجلی کے بل بھردیے ہیں لیکن جب سرچارج لگ کر بل آئے تو زرنین کے اچھے خاصے چھکے چھوٹ گئے۔

"اماں! کیا بل دو ماہ سے جمع نہیں ہوئے؟" وہ فقط اتنا ہی بولی تھی کہ اماں کو ندامت سے چہرہ جھکاتے دیکھ کر انتہائی شرمندہ ہوگئی۔ بھلا اماں اس مہنگائی میں کس طرح وہ گھر کا خرچہ چلائیں۔

"کوئی بات نہیں اماں...... میں جمع کرادوں گی۔" وہ جلدی سے بولی۔ اپنی ماں کے چہرے پر شرمندگی کے تاثرات دیکھ کر اس کا دل چاہا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔

❖○❖○

"ہنی! تم مجھ سے پیپر میرج کیوں نہیں کرلیتیں۔" نقاش نے انتہائی اطمینان سے اس کے سر پر بم پھوڑا۔

"وہاٹ!" حواس باختہ سی زرنین فقط اتنا ہی بول پائی۔ اس نے نہ جانے کون سی طاقت کے زیر اثر اپنی پریشانیاں نقاش کے سامنے عیاں کردی تھیں جس کے جواب میں نقاش بنا سوچے سمجھے فوراً بولا تھا۔

"نقاش! آپ کو معلوم ہے کہ آپ کیا بول رہے ہیں؟" زرنین اپنے آپ کو سنبھال کر بمشکل بولی۔

"یس مائی ہنی! اس وقت نہ میں نیند میں ہوں نہ نشے میں۔" وہ بے پروا انداز میں بولا۔ پھر مزید گویا ہوا۔ "پندرہ بیس ہزار روپے کی جاب کرکے تم ہرگز اپنا گھر نہیں چلاسکتیں۔ میں نے امریکہ جانے کی آفر کی تھی' مجھے معلوم ہے کہ پھوپو تمہیں یوں تنہا امریکہ ہرگز جانے نہیں دیں گی۔ اگر میں تم سے پیپر میرج کرلیتا ہوں تو سب کچھ آسان ہوجائے گا۔ تم اپنی پڑھائی کے ساتھ وہاں جاب بھی کرلینا' اس طرح تم بہت اچھی طرح اپنی فیملی کو سپورٹ کرسکوگی۔" نقاش کی بات میں وزن ضرور تھا لیکن یہ سب کچھ اتنا آسان نہیں تھا۔ نقاش اور زرنین کے گھر والے پیپر میرج کو کیسے تسلیم کرلیتے۔

"ہنی! میں صرف تمہاری پرابلم کی بنا پر یہ بات کہہ رہا ہوں۔" اسے سوچوں میں مستغرق دیکھ کر نقاش اپنی پوزیشن کلیئر کرتا ہوا بولا۔

"مجھے معلوم ہے نقاش کہ آپ یہ صرف میری پریشانیوں کو ختم کرنے کی خاطر کہہ رہے ہیں' لیکن......" اتنا کہہ کر وہ خاموش ہوگئی۔

"لیکن کیا ہنی!" نقاش نے استفسار کی۔

"لیکن پیپر میرج کو معاشرہ کس نظر سے دیکھے گا' میرے گھر والے خاندان والے کیا سوچیں گے؟" وہ اپنی سوچوں کو زبان دے کر انہیں عیاں کرگئی۔

"اوہ کم آن ہنی' اتنی چھوٹی سی بات پر تم اتنا پریشان ہورہی ہو۔ ارے ہم یہ کس سے کہیں گے کہ ہم پیپر میرج کررہے ہیں۔ یہ معاہدہ ہم دونوں کے درمیان رہے گا۔" نقاش مضبوط لہجے میں بولا تو زرنین کا دماغ بری طرح سے الجھ گیا۔ وہ اپنا سر ہاتھوں میں تھام کر بولی۔

"نقاش مجھے سوچنے کے لیے کچھ وقت چاہیے۔"

"اوکے ہنی' لیکن تم جب بھی چاہو مجھ سے ڈائیورس لے کر اپنا راستہ الگ کرسکتی ہو' میری طرف سے تم پر کوئی پابندی نہیں ہوگی۔ ہم دونوں ہی ایک دوسرے کی زندگی میں مداخلت نہیں کریں گے۔" نقاش اپنائیت سے بولا تو زرنین دھیمے سر کو اثبات میں ہلاگئی۔

❖○❖○

ایمان تخلیق کے مراحل سے گزر رہی تھی اور اماں کو فکر ہورہی تھی کہ بچے کی پیدائش پر وہ اسے کیا دیں۔ زرنین سے کچھ کہتے ہوئے انہیں بہت شرم آتی تھی۔ جب بھی وہ اس کے سامنے کسی خرچے کا تذکرہ کرتیں تو اس کا اترتا چہرہ انہیں ندامت کی عمیق گہرائیوں میں دھکیل دیتا۔

کچھ سوچ بچار کے بعد انہوں نے دوبارہ مشین سنبھال لی جو آنکھیں کمزور ہونے کی وجہ سے ایمان اور زرنین نے بڑی ضد کرکے اسٹور میں رکھوادی تھی۔ محلے کے ایک بچے کو بلا کر انہوں نے آس پڑوس کے گھروں میں کہلوادیا کہ وہ کپڑے دوبارہ سینے لگی ہیں اور ایک ہی دن میں انہیں چار سوٹ کی سلائی کا کام بھی مل گیا۔ وہ سلائی مشین میں جت گئیں۔ دعا اور مشعل اسکول سے گھر آئیں تو انہوں نے ماں کو منع کرنا چاہا مگر ان دونوں کو ڈپٹ کر ماں نے خاموش کرادیا۔ لیکن جب زرنین اندر داخل ہوئی اور ماں کو سلائی مشین پر بیٹھے دیکھا تو مارے بے بسی و رنج کے اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ وہ وہیں اماں کے تخت پر بیٹھ کر رونے لگی۔ ویسے بھی اس کا دل کئی دنوں سے انتہائی مضمحل اور بوجھل ہورہا تھا۔

www.pklidigest.com

اماں نے زرنین جیسی مضبوط اعصاب کی لڑکی کو روتا دیکھ کر سب کام چھوڑ چھاڑ کر اسے سینے سے لگالیا۔ ''کیا ہوا میری بچی' کیوں رو رہی ہو۔'' ماں بھی روہانسی ہوگئی۔

اماں کے شفیق سینے سے لپٹ کر وہ اور زیادہ روئی۔ ''اماں.....! اماں میں آپ کی اچھی بیٹی نہیں ہوں ناں۔'' وہ روتی ہوئی آواز میں بولی۔

''یہ تجھے کس نے کہہ دیا۔ تُو تو اس دنیا کی سب سے اچھی بیٹی ہے۔'' اماں تڑپ کر بولیں۔

''پھر آپ نے کیوں یہ سلائی مشین دوبارہ نکال لی۔ حالانکہ ڈاکٹر نے آپ کو سختی سے منع کیا ہے۔'' وہ سینے سے منہ نکال کر بولی۔

''بیٹا! میں تیرا بوجھ بٹانا چاہتی ہوں ناں۔'' وہ زرنین کو پیار کرتے ہوئے بولیں۔

''نہیں اماں! اگر آپ نے کپڑے سینے شروع کیے تو مجھ پر اور بوجھ پڑ جائے گا۔ آپ پلیز سلائی نہیں کریں گی۔'' زرنین لجاجت سے بولی تو اماں نے مسکرا کر کہا۔

''اچھا اب نہیں سیوں گی' اب خاموش۔'' وہ اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے بولیں تو زرنین بے تحاشا خوش ہوگئی۔ اسی دوران دعا اور مشعل بھی وہاں آ گئیں۔

''اچھا اماں! یہ کیا بات ہوئی۔ جب ہم نے آپ کو منع کیا تو ہمیں ڈانٹ دیا اور جب آپی نے کہا تو فوراً مان گئیں۔'' مشعل منہ بنا کر بولی تو زرنین مشعل کی بات پر مسکرا کر بولی۔

''میں نے اماں کو اپنے آنسوؤں سے بلیک میل کردیا ناں۔'' زرنین کی بات پر ایک عرصے بعد سب ہنس دیں۔

❖○❖○

کافی سوچ بچار کے بعد زرنین نے فیصلہ کیا کہ وہ نقاش کی بات مان لے۔ نقاش کی بات مان لینے سے وہ اپنے گھر والوں کو سپورٹ کرسکتی تھی۔ دعا اور مشعل کی شادیاں کرسکتی تھی۔ انہیں ایک بہترین مستقبل فراہم کرسکتی تھی لیکن اس کی زندگی کا کیا ہوگا؟ یہ حقیقت تھی کہ نقاش ایک ہمدرد لڑکا تھا لیکن دوسری طرف وہ ہر طرح کے جذبات و احساسات سے عاری انسان تھا۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ لڑکا اور لڑکی کے درمیان صرف جسمانی ضرورت کے علاوہ اور بھی رشتہ پنپ سکتا ہے جو اس دنیا کی ہر چیز سے زیادہ مقدس انمول اور معطر رشتہ ہے۔ جسے کوئی حساس دل چھولے تو وہ شاعر بن جاتا ہے' کوئی اسے اپنی روح میں سمولے تو سراپا ایثار بن جاتا ہے اور وہ رشتہ ہے محبت کا' چاہت کا' جس کی بدولت یہ دنیا قائم ہے اور جس رشتے کی کوکھ سے اخلاص' ہمدردی' غم گساری اور دیگر رشتوں نے جنم لیا ہے۔ وہ یہ ہرگز نہیں جانتا تھا کہ محبوب کا انتظار کیسا ہوتا ہے' اس کی قربت کا نشہ کیا ہوتا ہے' اس کا روٹھنا کتنا جان لیوا ہوتا ہے اور اس کا منانا کتنا دل فریب اور دل موہ لینے والا ہوتا ہے۔ یہ حقیقت تھی کہ زرنین ایک بے حد حقیقت پسند لڑکی تھی لیکن اس کے باوجود بھی وہ اپنے سینے میں ایک گداز دل رکھتی تھی اور کبھی کبھی اس کے دل میں بھی ہر لڑکی کی طرح یہ خواہش ابھرتی تھی کہ کوئی اسے بے حساب نہیں تو چاہے ضرور۔ اس کی ایک بار تمنا تو ضرور کرے' اسے اپنے دل کے آس پاس محسوس تو کرے اور وہ بھی کسی سے محبت کرے' اس کے سینے میں منہ چھپا کر کہے کہ تم ہی میری اولین چاہت میرے جینے کا سبب ہو میری جان میری زندگی ہو مگر نقاش نے اسے ایک پرکشش جاب کی طرح شادی کی آفر دی تھی۔ یہ کسی

شادی تھی کہ جس میں نہ جذبات تھے نہ احساسات تھے نہ پیار و چاہت تھی نہ محبت و تمنا بلکہ اس پر مستزاد نقاش نے اسے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ وہ جب چاہے اپنے راستے الگ کرسکتی ہے۔

''ہاں! اس نے ٹھیک ہی تو کہا۔ نقاش میری مدد کرنا چاہتا ہے۔ اس دگرگوں کیفیت اور نامساعد حالات سے مجھے باہر نکالنا چاہتا ہے اور میں ہی اس کے لیے بدگمانی سے سوچے جارہی ہوں۔'' سوچتے سوچتے اچانک زرنین کی سوچ کا دھارا دوسری سمت جانکلا تو وہ چونک کر خود سے بولی۔

''نقاش نے میری ہر برے وقت میں مدد کی ہے وہ میرا محسن ہے میرا مسیحا ہے اور ہمیشہ رہے گا اور میں مسیحا ہونے کے ناتے اس کی ہمیشہ عزت کروں گی اور کبھی نہیں بھولوں گی کہ وہ میرا محسن ہے میرا صنم نہیں۔'' وہ خود کو تنبیہہ کرتے ہوئے بولی پھر چادر منہ تک اوڑھ کر ہلکی پھلکی ہوکر سوگئی۔

❖○❖○

بیل متواتر جارہی تھی لیکن نقاش موبائل ریسیو نہیں کررہا تھا۔ جب چوتھی بار بیل گئی تو کسی کی نسوانی آواز ابھری۔ زرنین تھوڑا سا ہڑبڑائی پھر اس نے نقاش کے متعلق پوچھا۔ دوسری جانب کافی شوروغل ہورہا تھا جیسے کوئی فنکشن یا پارٹی ہورہی ہو۔

''جسٹ ویٹ پلیز!'' تھوڑی ہی دیر میں نقاش آگیا اور غالباً موبائل لے کر کسی پرسکون جگہ پر آنکلا کیونکہ شور اب بہت دور سے آرہا تھا۔

''یس ہنی! میں ہال سے باہر آگیا ہوں۔ بولو کوئی کام ہے۔'' نقاش کے ''کوئی کام ہے'' کے جملے پر نہ جانے کیوں وہ چڑ گئی لیکن اپنی ناگواری نقاش سے چھپالی۔

''وہ اینچو یلی نقاش! ام...... میں نے آپ کی آفر پر غور کیا ہے۔'' وہ تھوک نگلتے ہوئے بولی۔ اس پل اسے نقاش سے بات کرنا دنیا کا مشکل ترین کام لگ رہا تھا۔

''کون سی آفر ہنی؟'' نقاش غائب دماغی سے بولا تو زرنین تحیر کی زیادتی سے گنگ سی رہ گئی۔ بھلا اتنی اہم بات نقاش کے ذہن سے کیسے نکل گئی۔

''کوئی بات نہیں نقاش۔'' وہ دھیمے لہجے میں بولی۔ دل کے چاروں اطراف اداسیوں نے ڈیرا جمالیا۔

''اوہ کم آن ہنی۔ تم کون سی آفر......؟'' بولتے بولتے اس کے ذہن میں جھماکا ہوا۔ ''اچھا تم پیپر میرج کی آفر کے بارے میں بات کررہی ہو؟'' وہ یاد آنے پر بولا تو زرنین محض ''ہوں'' کہہ کررہ گئی۔

''اوکے ہنی! میں ممی پاپا کو کل بھیجتا ہوں۔ پھر جلد ہی تمہارے امریکہ جانے کا انتظام کرتا ہوں۔ اب تم بالکل ریلیکس ہوجاؤ اوکے میں تمہارے ساتھ ہوں۔'' یہ کہہ کر اس نے موبائل آف کردیا تو زرنین ایک بار پھر سوچوں کے بھنور میں پھنس گئی۔

❖○❖○

نہ جانے نقاش نے ممانی جان کو کیا کہہ کر یہاں آنے پر راضی کیا تھا۔ وہ ماموں کے ساتھ آتو گئی تھیں لیکن ان کے چہرے پر ناگواری اور بیزاری کی لکیریں واضح طور پر کھنچی ہوئی تھیں۔ البتہ نیلم باجی کا رویہ نارمل تھا۔ اماں ان کی آمد کا مقصد جان کر عجب گومگو کی کیفیت میں تھیں کہ وہ خوش ہوں یا حیرت کا اظہار کریں۔ اپنی بھاوج کی فطرت سے وہ آگاہ تھیں کہ یقیناً وہ نقاش کی مرضی کی وجہ سے یہاں زبردستی لائی گئی ہیں۔ وہ اسی ادھیڑ بن میں مبتلا تھیں کہ ہاں کریں یا ناں جب کہ اندر سے وہ اس بات پر بے حد نہال تھیں کہ ان کے بھائی نے اس آڑے وقت میں زرنین کا رشتہ مانگا۔ وہ اس کی شادی کی وجہ سے بھی بے حد پریشان تھیں۔

''نقاش بہت عجیب مزاج کا لڑکا ہے۔ کہتا تھا کہ میں شادی جیسا فضول کام اپنی پوری زندگی میں نہیں کرسکتا اور کہاں اب وہ پندرہ دن کے اندر اندر شادی کا کہہ رہا ہے۔ وہ بات جو ہم سالوں سے اسے سمجھا رہے تھے کہ شادی کرلو وہ اس کی سمجھ میں نہ آئی اور نہ جانے اب اچانک اسے یہ کیسے سودا سوار ہوگیا۔'' ممانی رکھائی سے بولیں تو اماں چپ رہ گئیں۔ نیلم کے ساتھ بیٹھیں ایمان اور زرنین بھی بخوبی ممانی کا طنز سمجھ گئیں۔

''اچھا بھئی! تم شادی کی تاریخ جلد از جلد دے دو۔'' ماموں اپنی بیوی کی بات کے اثر کو زائل کرنے کی غرض سے جلدی سے بولے۔

''لیکن بھیا! میں سوچ......'' اماں کی بات درمیان میں ہی رہ گئی جب ماموں حتمی انداز میں بولے۔

''زرنین میری بھانجی ہے اور اس پر سب سے زیادہ حق میرا ہے۔'' پھر اماں بھی کچھ نہ بول سکیں اور ماموں شادی کی تاریخ طے کرکے اٹھے۔

❖○❖○

ٹھیک پندرہ دن بعد وہ نقاش کے بیڈ پر اس کی سیج سجائے نوک پلک سے تیار بیٹھی تھی۔ پندرہ دن یوں چٹکی بجا کر گزرے تھے کہ اسے کچھ بھی سوچنے کا موقع نہ ملا تھا۔ اب ذہن تھوڑا ریلیکس ہوا تو سوچیں قطار در قطار اس کے ذہن میں چلی آئیں۔

''نقاش نے مجھ سے شادی صرف میری مدد کرنے کے لیے کی ہے اسے میری ذات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے پھر میں کیوں اپنا پور پور سجائے اس کی سیج پر محو انتظار ہوں۔'' وہ تلخی سے سوچنے لگی۔ پھر بستر سے اٹھ کر باتھ روم سے ملحقہ ڈریسنگ روم میں چلی آئی اور ایک ایک زیور انتہائی بے دردی سے اتار کر ڈریسنگ ٹیبل پر ڈھیر کردیئے۔ عروسی اور بھاری لباس سے جان چھڑا کر ہلکا لیمن رنگ کا سوٹ زیب تن کیا۔ باتھ روم سے منہ دھو کر جب وہ باہر نکلی تو نقاش کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھا۔

''اوہ نو! یہ پھول میرے بیڈ پر کس نے سجائے ہیں۔'' وہ سیج کو دیکھ کر بیزاری سے بولا۔ ''یقیناً یہ میرے دوستوں کی کارستانی ہے۔ میں نے منع بھی کیا تھا کہ مجھے یہ سب فضولیات بالکل پسند نہیں۔'' وہ خود سے بولا۔ پھر نوکروں کو آواز دے کر اسے فوراً یہاں سے سمیٹنے کا حکم دیا۔ زرنین خاموشی سے اپنی جگہ پر ایستادہ ساری کارروائی دیکھے گئی۔ تھوڑی ہی دیر میں بیڈ بالکل صاف ستھرا تھا۔ کہیں بھی کسی پھول کا نام و نشان تک نہ تھا۔

''ہنی ڈیئر! مجھے بہت نیند آرہی ہے سو پلیز ایکسکیوزمی!'' نقاش نے نیند میں ڈوبی آواز میں کہا۔

''تم چاہو تو مجھ سے بیڈ شیئر کرلو ورنہ سامنے صوفہ کم بیڈ پر سوجاؤ۔'' وہ ہنوز پرانے لہجے میں بولا تو زرنین نے نگاہ اس کی جانب اٹھائے بنا کہا۔

''میں وہاں صوفے پر ہی سوجاؤں گی۔'' نقاش نے اس کا جواب سنا یا نہیں اس کے قریب سے نکل کر ڈریسنگ روم کی جانب چلا گیا جبکہ اس پل زرنین کو لگا جیسے صدیوں کی تھکن اس کے جسم میں حلول کرگئی ہو۔ وہ بھاری پڑتے قدموں کو بمشکل گھسیٹتی صوفے تک آئی اور اپنا وجود گرالیا۔

''کیا میں نے نقاش سے کاغذی شادی کرکے اچھا کیا؟'' وہ خود سے استفسار کرتی ہوئی بولی۔

''نقاش جیسا بھی ہے میرا رشتہ تو صرف پیپر تک

www.pkdigest.com

محدود ہے ناں۔" کوئی اس کے اندر سے بولا۔ "مگر کیا تم نقاش سے طلاق لے کر کسی دوسرے مرد کے ساتھ زندگی گزار سکتی ہو؟" اندر سے ایک اور آواز آئی تو وہ گھبرا سی گئی۔ "عورت کی زندگی میں ایک مرد سے زیادہ کی گنجائش قطعاً نہیں ہوتی۔ وہ صرف ایک مرد کے لیے جیتی ہے اور اسی کے لیے مرتی ہے۔ چاہے وہ نام کا شوہر ہی کیوں نہ ہو۔" اس کے اندر کی مشرقی لڑکی بولی تو زرنین نے تھک کر اپنا سر صوفے پر ٹکا دیا۔ یونہی بے ارادہ اس کی نگاہ بیڈ پر پڑی تو نقاش کو محوِ خواب پایا۔ وہ نہ جانے کب کپڑے چینج کر کے بستر پر آ کر سو گیا تھا۔ پھر اس نے کمرے کا جائزہ لیا جو نفاست و سلیقے کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ "ہوں' کیا یہ کمرہ میرے اس گھٹن زدہ کمرے سے زیادہ اچھا ہے جہاں صرف ایک کھڑکی تھی اور دو بستر تھے۔ چھوٹے سے کمرے میں ایک ٹیبل اور کرسی بھی تھی جہاں ایمان بیٹھ کر لیمپ کی روشنی میں رات گئے تک پڑھتی تھی اور ان دو معمولی بستروں میں دعا اور مشعل کے ساتھ میں گھنٹوں باتیں کرتی تھی۔" سوچتے سوچتے زرنین کی آنکھیں بھر آئیں اور ایک کراہ بے ساختہ اس کے ہونٹوں سے برآمد ہوئی۔ "میں نے اپنے گھر والوں کے بہتر مستقبل کی خاطر تنہائی خرید لی کیونکہ میرا مسیحا میرا صنم کبھی نہیں بن سکتا۔" خود سے کہہ کر زرنین بے آواز رونے لگی۔

ولیمے کے دوسرے دن نقاش زرنین کے پیپرز وغیرہ لے کر امریکہ روانہ ہو گیا۔

❖○❖○

نقاش کو امریکہ گئے ایک مہینہ ہو گیا تھا اور اس نے ایک بار بھی زرنین کو فون نہیں کیا تھا۔ وہ بے ارادی طور پر نقاش کے فون کی منتظر تھی۔ ہر فون کی بیل پر وہ چونکتی لیکن اس کا فون نہ آنا تھا اور نہ ہی آیا۔ ایک دن اماں متفکر ہو کر زرنین سے بولیں۔

"زرنین بیٹا' نقاش کا فون نہیں آیا۔ تم پانچ دن سے یہاں ہو۔"

"ہاں اماں..... وہ دراصل وہاں بزنس کے سلسلے میں کچھ مصروف ہیں ناں اس لیے۔ پانچ دن پہلے ہی سسرال میں فون آیا تھا ان کا۔" وہ اماں سے آنکھیں ملائے بغیر بولی۔ بھلا اماں سے وہ جھوٹ کب بولتی تھی۔ پھر ایک ہفتہ بھرپور انداز میں گزار کر وہ پھر سونے کے پنجرے میں آ کر قید ہو گئی۔ شومئی قسمت اسی دن نقاش کا فون آ گیا۔

"ہنی ڈارلنگ' آر یو فائن۔ میں نے تمہارے پیپرز جمع کروا دیے ہیں۔ تم جلد ہی یہاں آ جاؤ گی۔" نقاش وہی بے پروا انداز میں بولا۔ پھر ادھر ادھر کی تھوڑی بہت باتیں کر کے کھٹاک سے فون رکھ دیا۔ زرنین نہ جانے کیوں گم صم سی کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔ نہ اس نے زرنین کو کہا کہ آئی مس یو ڈارلنگ' نہ یہ کہا کہ میں جلد ہی تمہارے پاس آؤں گا اور نہ کوئی شوخ و شنگ جملہ اس کی سماعتوں کی نذر کیا جسے سن کر اس کے دل کی دھڑکنیں بے قابو ہو جاتیں۔ "نقاش تم کیسے انسان ہو۔" وہ انتہائی دکھی ہو کر خود سے بولی۔

تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد نقاش امریکہ سے واپس آیا تو زرنین کے لیے اس کے انداز میں کسی قسم کی بے قراری یا شوق نہیں تھا۔ وہ ہمیشہ کی طرح مخصوص انداز میں اس سے ملا۔ البتہ ماموں نے اسے ڈانٹ یہ کہہ کر کہ شادی کے فوراً بعد تم زرنین کو اکیلا کیوں چھوڑ گئے۔

"ڈیڈ! میں زرنین کے کام سے ہی گیا تھا۔ اب تو آ گیا ہوں نا۔" وہ ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھا اپنی پلیٹ میں چاول نکالتے ہوئے بولا۔

"اوکے' میں تمہاری بات مان لیتا ہوں مگر اب تم میری بیٹی کو ہنی مون پر لے جاؤ گے' انڈر اسٹینڈ!" ماموں کی بات پر زرنین بری طرح سٹپٹا گئی جب کہ نقاش بالکل نارمل رہا۔ البتہ ممانی کے چہرے پر ناگواری کے اثرات واضح دیکھے جا سکتے تھے۔

"اوکے ڈیڈ! جیسے آپ کا حکم مگر مجھے پرسوں فیلا میٹنگ کے لیے جانا ہے اور نیکسٹ ویک مجھے آسٹریلیا جانا ہے۔" وہ اپنا پروگرام بتاتے ہوئے بولا تو ماموں نے سر ہلا کر کہا۔ "ٹھیک ہے میں زرنین کی فیلا کی ٹکٹ کنفرم کرا دیتا ہوں۔ تم زرنین کو بھی ساتھ لے جاؤ۔"

ماموں کے اس فیصلے پر زرنین تذبذب کا شکار ہو گئی۔

❖○❖○

فیلا پہنچ کر نقاش زرنین کو شنگریلا ہوٹل کے دی آئی پی روم میں چھوڑ کر میٹنگ کے سلسلے میں چلا گیا اور رات گئے تک واپس آیا۔ تین دن نقاش کا یہی معمول رہا۔ زرنین انتہائی خاموشی سے یہاں ہوٹل کے بند کمرے میں وقت گزار رہی تھی۔ اس کی واحد تفریح کمرے کے وہ بعد کھڑکی تھی جس سے وہ باہر خوش پاش بے فکرے لوگوں کے چہروں کو دیکھا کرتی تھی۔ کھانا روم سروس کھانے کے اوقات میں سرو کر جاتا تھا۔ چوتھے دن جب نقاش کو وقت ملا تو اسے زرنین کی تنہائی کا احساس ہوا۔

"اوہ ہنی! آئی ایم رئیلی سوری۔ تم یہاں بہت بور ہو رہی ہو ناں' چلو آؤ آج ہم شاپنگ پر چلتے ہیں۔" یہ کہہ کر وہ اسے شاپنگ سینٹر لے گیا اور پانچویں دن وہ اسے وہاں کے بیچ پر لے آیا۔ نہ جانے کیوں زرنین کو ایسا لگ رہا تھا کہ نقاش انتہائی نارمل انداز میں اسے گھما رہا تھا جیسے وہ سر پر پڑی کوئی ڈیوٹی بھگت رہا ہو۔

ہنی مون سے آنے کے بعد زندگی دوبارہ اپنے ڈھب پر آ گئی۔ نقاش آسٹریلیا چلا گیا اور ماموں ہمیشہ کی طرح اپنے بزنس میں مصروف رہے۔ ممانی اس سے شاذ و نادر ہی بات کیا کرتی تھیں۔ وہ پژمردہ سی پورے گھر میں کسی تنہا روح کی طرح چکراتی پھرتی تھی۔ جب بہت دل گھبراتا تھا تو ڈرائیور کے ہمراہ بہت سی چیزوں سے لدی پھندی اماں کے گھر چلی جاتی لیکن وہاں بھی اس کے وحشی دل کو قرار نہ آتا۔ نہ جانے اسے کس چیز کی تلاش تھی۔ نقاش نے مشعل اور دعا کا ایڈمیشن شہر کے بہترین کالج میں کرا دیا تھا۔ گھر کے حالات بھی رفتہ رفتہ سدھرنے لگے تھے۔ اماں تو نقاش سے ایک پیسہ بھی لینا نہیں چاہتی تھیں لیکن نقاش نے انہیں اپنی جان کی قسم دے کر خاموش کرا دیا تھا۔ نقاش کو گئے تین ماہ ہو چلے تھے اور اس عرصے میں شاید تین بار ہی نقاش کا فون آیا تھا۔ اس دفعہ کا بزنس ٹور خاصا لمبا ہو چلا تھا۔ پھر ایک اداس سی شام میں وہ چلا آیا۔

"ہیلو ہنی ڈیئر! کیسی ہو؟" وہ اپنے مخصوص لہجے میں بولتا زرنین کو اتنا اچھا لگا کہ اس کا دل چاہا کہ نقاش کے گلے لگ جائے لیکن اس نے ایسا کرنے سے خود کو بمشکل روکا۔ اچانک ایک تلخ سوچ اس کے ذہن سے ٹکرائی تھی کہ وہ صرف اس کا کاغذی شوہر ہے۔

"نقاش' آپ اچانک!" وہ اپنی خوشی پر بمشکل قابو پا کر فقط اتنا ہی بولی۔

"یس مائی ڈیئر ہنی..... اور ایک خوشخبری! تمہارے پیپرز آ گئے ہیں اور میں نے تمہارا ایڈمیشن شکاگو کی Depaul یونیورسٹی میں کرا دیا ہے۔ اب

تم وہاں سے ایم بی اے کروگی۔"

"واقعی! کیا یہ سچ ہے؟" وہ بے یقینی سے بولی تو نقاش قریب آکر اس کا کان کھینچتے ہوئے بولا۔

"یس ہنی" یہ کہہ کر زرنین کو مجسمہ بنا کر وہ اندر چلا گیا۔ وہ کتنے عرصے سے جس چیز کو ڈھونڈ رہی تھی' جس چیز کی کمی محسوس کر رہی تھی وہ نقاش کا لمس تھا جو آج وہ اسے بخش گیا تھا۔

❖○❖○

کراچی ایئرپورٹ پر سب ہی اسے چھوڑنے آئے تھے سوائے ممانی کے۔ نیلم باجی ان کے بچے' زرنین کے سب گھر والے' جن کی آنکھیں زرنین کی جدائی کے احساس سے بار بار نم ہوئی جارہی تھیں۔ خود زرنین کے دل کی حالت بھی بے پناہ بوجھل ہو رہی تھی۔ اپنوں سے دوری کا احساس اسے بے تحاشا اداس کر رہا تھا۔ فلائٹ ٹیک آف کر چکی تھی۔ وہ اپنی سیٹ پر آنکھیں موندے بیٹھی تھی۔ اس پل اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کردے جب کہ اس کے برابر میں بیٹھا اس کا شریک سفر' غمگسار میگزین پڑھنے میں مصروف تھا۔ باوجود کوشش کے اس کی بند پلکوں سے دو موتی نکل ہی آئے۔ اسی پل نقاش اس کی جانب متوجہ ہوا تھا۔

"اوہ کم آن ہنی بی بریو' کمزور لڑکیوں کی طرح آنسو مت بہاؤ' بہادر بنو۔ تمہیں بہت آگے جانا ہے۔ یہ آنسو تمہیں کبھی آگے بڑھنے نہیں دیں گے۔ مجھے یہ آنسو بہت برے لگتے ہیں' انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑتے۔" نقاش انتہائی سپاٹ انداز میں بولا تو نہ جانے کیوں زرنین کو نقاش کی بات انتہائی بری لگی۔ اس نے بے دردی سے اپنے آنسوؤں کو رگڑ ڈالا۔ نقاش اپنی بات کہہ کر دوبارہ میگزین میں گم ہوگیا لیکن زرنین ایک بار پھر بے چینی و اضطراب کے سمندر میں غوطہ زن ہوگئی۔

"نقاش' یہ آنسو ہی تو ہیں جو میری تنہائی کے ہاوہ ساتھی ہیں۔ ایک ایسی ہمدرد سہیلی کی طرح جو میرے دکھ میں فوراً نکل آتے ہیں۔ اگر ان سے ناتہ توڑ بیٹھوں گی تو میں جیوں گی کیسے؟"

شکاگو ایئرپورٹ پر اترتے ہی نقاش اسے میکس ویل اسٹریٹ لے آیا جہاں اس کے انکل' آنٹی رہتے تھے۔ تھوڑی دیر ان کے پاس بیٹھنے کے بعد نقاش اٹھ کھڑا ہوا۔

"او کے زرنین' اب میں چلتا ہوں۔ تم یہاں بالکل ایزی رہو۔ یہ دونوں بہت نائس ہیں۔" اس پل زرنین کا دل چاہا کہ نقاش کا ہاتھ پکڑ کر روک لے اور کہے کہ "نقاش پلیز! مجھے اکیلا چھوڑ کر مت جاؤ۔" لیکن وہ ایسا کر نہیں سکی۔ نقاش نے اسے کہاں اختیارات دیے تھے۔

انکل آنٹی واقعی بہت اچھے تھے۔ اس کا بے حد خیال رکھتے تھے۔ انہوں نے ساری زندگی سنگل امریکہ میں ہی گزاری تھی۔ اپنے اکلوتے بیٹے کو بیاہ پوسا' جوان کیا اور جب وہ بوڑھے ہوگئے تو ان کے بیٹے نے انہیں یہاں لا پھینکا اور خود اپنی دنیا کی رنگینیوں میں گم ہوگیا۔ چونکہ ان کا بیٹا نقاش کا دوست تھا لہٰذا نقاش نے ان کا پورا پورا خیال رکھا۔ کچھ دن بعد یونیورسٹی میں کلاسز اسٹارٹ ہوگئیں اس کا ذہن تھوڑا مصروف ہوگیا وگرنہ ہر وقت اپنے گھر والوں کو یاد کر کے چپکے چپکے آنسو بہاتی رہتی اور ہمیشہ ہی اسے نقاش کا جملہ یاد آجاتا کہ "آنسو مجھے بہت برے لگتے ہیں" اور پھر خود بخود اس کے آنسو رک جاتے۔ یونیورسٹی میں جب اچھی طرح سیٹ ہوگئی تو اس نے پارٹ ٹائم جاب

سوچا اور پھر کچھ ہی دن میں انکل کی سپورٹ سے اسے ایک ڈپارٹمنٹل اسٹور میں جاب مل گئی۔ آج وہ اسٹور سے واپس آئی تو آنٹی نے بتایا کہ تھوڑی دیر پہلے ہی نقاش کا فون آیا تھا اور وہ اس کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔

"ہونہہ! اتنے عرصے بعد انہیں میرا خیال کیسے آگیا۔" اس نے تلخی سے سوچا۔ پھر وہ مصروف سے مصروف ترین ہوتی چلی گئی۔ وہ چاہتی تھی کہ نقاش کا کوئی بھی خیال' کوئی بھی تصور اس کے دماغ' اس کے دل کو چھو کر بھی نہ گزرے۔ وہ نقاش کو یکسر فراموش کردینا چاہتی تھی۔ اس کا مہکتا لمس اس کے ہاتھوں کی حدت کو اپنی روح سے نکال پھینکنا چاہتی تھی۔ اسے بالکل یاد نہیں کرنا چاہتی تھی جس طرح وہ اسے یاد نہیں کرتا تھا۔

❖○❖○

چھٹی کا دن تھا لہٰذا وہ اپنی نیند پوری کر کے آج دیر سے اٹھی۔ ویسے بھی رات گئے وہ انٹرنیٹ سے اپنے گھر والوں سے باتیں کرتی رہی تھی۔ آنٹی کے ہمراہ وہ کچن میں گھسی مختلف ڈشز بنا رہی تھی تب ہی اچانک وہ خوشبو کی مانند آدھمکا۔ اپنے مخصوص اسٹائل کے ساتھ۔

"ہیلو ہنی' آر یو فائن؟" وہ تقریباً زرنین سے دو ماہ بعد مل رہا تھا لیکن انداز ایسا تھا جیسے دو گھنٹے بعد ملا ہو۔ اس کا جواب سنے بنا وہ آنٹی کی طرف متوجہ ہوگیا۔

"آنٹی! آپ کے لیے ایک زبردست سرپرائز ہے۔" یہ کہہ کر وہ پیچھے ہٹا تو سامنے ایک سانولی سی شکل کا لڑکا دکھائی دیا جسے دیکھ کر آنٹی زور سے چلا اٹھیں۔

"اسماعیل' مائی سن۔" پھر انتہائی جذباتی مناظر دیکھنے میں آئے۔ وہ اپنے ماں باپ کے پیروں میں گر کر معافیاں مانگ رہا تھا اور انکل آنٹی تو بس اسے پیار کیے جارہے تھے۔ واقعی ماں باپ کی اعلیٰ ظرفی کا مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا۔ اس نے نم آنکھوں سے سوچا پھر بے ساختہ نقاش کی طرف دیکھا جو ہنوز اسی انداز میں کھڑا تھا۔

"ماں' بابا میں آپ لوگوں کو یہاں نہیں رہنے دوں گا۔ آپ لوگ میرے ساتھ چلو گے' میرے گھر۔ وہاں آپ کی بہو اور پوتا انتظار کر رہے ہیں۔" اسماعیل لجاجت سے بولا تو زرنین نے انتہائی پریشانی سے نقاش کی طرف دیکھا جو اس وقت بھی اس جانب متوجہ نہیں تھا۔

❖○❖○

انکل اور آنٹی خوشی خوشی اپنے بیٹے کے ساتھ اس کے گھر چلے گئے تھے۔ زرنین انتہائی متفکر تھی کہ اب وہ کہاں رہے گی لیکن اس بار بھی نقاش نے اس کی پریشانی منٹوں میں دور کردی۔ لوئس اسٹریٹ میں اس نے زرنین کے لیے اسٹوڈیو اپارٹمنٹ لے لیا تھا۔

"ہنی ڈیئر' میں کچھ دنوں کے لیے پاکستان جارہا ہوں' تم پریشان مت ہونا۔" وہ اسے تسلی دیتے ہوئے بولا۔

"لیکن نقاش' میں امریکہ میں اکیلی تنہا کیسے رہوں گی؟" وہ انتہائی ہراساں ہوکر بولی۔

"ہنی اٹس اوکے۔ یہاں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اکیلے ہی رہتے ہیں۔ اچھا چلو میں تمہیں شاپنگ کرادیتا ہوں۔ گھر والوں کے لیے بھی تم کچھ لینا چاہو تو لے لینا۔" یہ کہہ کر وہ باتھ روم کی جانب چلا گیا۔

شاپنگ مال میں نقاش زرنین کو بے دریغ

www.pkdigest.com

شاپنگ کرا رہا تھا۔ وہ مال کے تیسرے فلور پر آئے تو ایک یورپین لڑکی نقاش کو دیکھ کر فوراً لپٹ گئی اور شستہ انگریزی میں اس سے اتنے دن غائب رہنے کا شکوہ کرتی رہی۔ دونوں نے ہی اسے فراموش کر دیا تھا۔ وہ چپ چاپ کھڑی ان کی گفتگو سن رہی تھی۔ وہ لڑکی تو بڑے دلربا انداز میں اپنے دل کی حکایت بیان کر رہی تھی جب کہ نقاش کا وہی بے پروا انداز تھا۔ پھر شاید کسی نے اسے آواز دی تو وہ اسے ایکسکیوز کر کے اور رابطہ رکھنے کی تاکید کر کے وہاں سے چلی گئی۔ نقاش نے زرنین کا اس لڑکی سے تعارف کرانے کی ضرورت بھی نہیں سمجھی۔ یہ بات نہ جانے کیوں زرنین کو بہت زیادہ محسوس ہوئی۔ اس کا موڈ اچھا خاصا خراب ہو گیا۔

اسٹوڈیو اپارٹمنٹ میں آ کر زرنین اور زیادہ اداس ہو گئی۔ تنہائی اچھی چیز ہے کیونکہ یہ آپ کو آگاہی فراہم کرتی ہے۔ آپ کی خوبیوں اور خامیوں کا ادراک کراتی ہے لیکن حد سے زیادہ تنہائی ایک سلو پوائزن کی مانند ہوتی ہے جو دیمک کی طرح اندر ہی اندر چاٹ کر ہمیں کھوکھلا کر دیتی ہے۔ ہمیں ذہنی و جسمانی طور پر بالکل مفلوج کر دیتی ہے اور یہی کچھ زرنین کے ساتھ ہو رہا تھا۔ وہ فطرتاً ملنسار لڑکی تھی۔ کسی بات پر بے تحاشا ہنسے جانا اور اونچے اونچے قہقہے لگانا اس کا خاصا تھا لیکن جب ابا بیمار ہوئے تو اس کی ساری شوخی، ساری زندہ دلی نہ جانے کہاں چھپ گئی تھی لیکن اندر سے ہلہ گلا کرنے والی لڑکی ابھی بھی زندہ تھی۔ وہ ابھی اماں، مشعل اور دعا سے بات کر کے فارغ ہوئی تھی اور اکیلے اپارٹمنٹ میں زور و شور سے رو رہی تھی۔ مشعل کا بہت اچھا رشتہ آیا تھا اور وہ لوگ جلد شادی کرنا چاہ رہے تھے جب کہ نقاش نے اماں سے کہہ دیا تھا کہ وہ فوراً مشعل کی شادی کر دیں کیونکہ رشتہ بہت اچھا تھا۔ شادی کا سارا خرچ نقاش نے اٹھانے کو کہا تھا۔ زرنین کا بے تحاشا دل چاہ رہا تھا کہ وہ بھی پاکستان جائے اور مشعل کو دلہن بنا دیکھے لیکن سمسٹر کی وجہ سے وہ جانے سے قاصر تھی۔ وہ پاکستان جانے کے لیے تڑپ رہی تھی۔ اس کی کیفیت اس پرندے کی مانند ہو رہی تھی جس کے پر کاٹ کر اسے پنجرے میں ڈال دیا ہو۔ روتے روتے نہ جانے وہ کب سو گئی۔

اس کا سمسٹر اب ختم ہی ہونے والا تھا اور زرنین کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ وہ جلد از جلد اپنے ملک، اپنے دیس، اپنے وطن جانا چاہتی تھی جو اس کی دھرتی ماں تھی۔ جہاں سب اس کے اپنے تھے۔ جہاں اس کی جڑیں تھیں، اس کی بنیادیں تھیں اور وہاں جانے کے خوش کن خیال سے وہ جیسے ہواؤں میں اڑ رہی تھی۔ آخری پیپر والے دن نقاش نے کہا تھا کہ وہ اس کے اپارٹمنٹ آئے گا اور وہ دونوں مل کر ڈنر کریں گے۔ یونیورسٹی سے آتے ہی اس نے کچن سنبھالا اور انواع و اقسام کے کھانے پکانے میں لگ گئی۔ شام کو نہا کر اس نے اپنا سب سے اچھا سوٹ پہنا اور ہلکا پھلکا میک اپ کر کے وہ محوِ انتظار ہو گئی۔ گھڑی کی سوئیاں اپنے مخصوص وقت سے آگے بڑھتی رہیں لیکن نقاش ابھی تک نہیں آیا۔ انتظار کرتے کرتے کافی وقت بیت گیا لیکن نقاش ہنوز غائب تھا۔ رفتہ رفتہ بے بسی اور بے چارگی نے اسے آن گھیرا تو آنکھوں میں تواتر سے آنسو آ گئے۔

"تم ایک سنگدل اور بے حس انسان ہو نقاش۔ تمہارے سینے میں دل نہیں پتھر ہے۔" یہ کہہ کر وہ رونے لگی۔ نہ جانے یونہی آنسو بہاتے کتنا وقت بیت گیا جب تھک کر وہ خود ہی چپ ہوئی تو نقاش کو فون کرنے کا خیال آیا۔ اس نے موبائل کا نمبر ملایا تو دوسری جانب نسوانی آواز نے اسے سرتاپا سلگا دیا۔

"نقاش کہاں ہے؟" وہ انگلش میں بولی۔

"وہ یہاں نہیں ہے۔" اس لڑکی کا جواب سن کر زرنین نے ٹیلی فون زور سے پٹخ دیا اور ایک بار پھر زار و قطار رونے لگی۔ معاً ڈور بیل بجی تو وہ زور سے چونکی۔ ڈور بیل متواتر بجے جا رہی تھی۔ اس نے اپنے آنسو ہتھیلی سے رگڑے اور اپنا حلیہ درست کر کے دروازہ کھولا تو سامنے ہی وہ دشمنِ جان ڈنر سوٹ پہنے خوشبوؤں میں بسا ہاتھ میں تازہ پھولوں کا بکے اور ایک ڈبہ تھامے اسے سخت اشتعال سے دوچار کر گیا۔

"یہ...... یہ وقت ہے آپ کے آنے کا؟" وہ لفظ چبا چبا کر بولی۔ سارا میک اپ آنسوؤں سے ڈھل گیا تھا، بال بھی بے ترتیب سے ہو گئے تھے۔

"اوہ! ایم سوری ہنی! [illegible]"

"بھاڑ میں گئی اسٹیلا' میں یہاں آپ کا شام سے انتظار کر رہی ہوں اور آپ......" یہ کہہ کر وہ منہ چھپا کر زور زور سے رونے لگی۔

"اوہ گاڈ ہنی!" وہ بکے اور ڈبہ جلدی سے ٹیبل پر رکھ کر اس کی جانب لپکا اور اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر اسے خاموش کرانے کی غرض سے بولا۔ "آئی ایم رئیلی ویری سوری' ہنی جان' پلیز اپنے آنسو مت بہاؤ۔" نقاش کے لہجے میں آج کچھ نیا' کچھ خاص ضرور تھا لیکن زرنین نے انتہائی غصے میں بالکل نوٹ نہیں کیا۔ وہ نقاش کے ہاتھوں کو جھٹک کر چڑ کر بولی۔

"کیونکہ آپ کو آنسو تو بہت برے لگتے ہیں ناں۔"

"ہاں! لیکن تمہاری ان خوب صورت اور جھیل جیسی آنکھوں میں۔" نقاش انتہائی خاص لہجے میں بولا تو زرنین بری طرح چونکی۔ اس نے سر اٹھا کر حیران نگاہوں سے نقاش کی طرف دیکھا جو اپنی لو دیتی روشنیاں بکھیرتی نگاہوں سے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے دیکھ رہا تھا۔ اس نے فوراً سٹپٹا کر پلکیں اپنی آنکھوں پر گرا لیں۔

"یہ...... یہ نقاش ہی ہے ناں؟" وہ زیرِ لب بڑبڑائی جسے بخوبی نقاش نے سنا۔

"نہیں' نقاش کا بھوت ہے۔" وہ اسے چھیڑتے ہوئے بولا۔

"آپ اتنی دیر سے کیوں آئے اور آپ کا موبائل ہمیشہ کوئی لڑکی ہی کیوں اٹینڈ کرتی ہے؟" وہ استحقاق آمیز لہجے میں بولی تو نقاش اس کا اتنا خوب صورت انداز دیکھ کر مسکرا دیا پھر اس کی بدگمانی دور کرتے ہوئے بولا۔

"اسٹیلا کے چھوٹے بھائی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔ میں اسے اسپتال ایڈمٹ کرا کے آ رہا ہوں اور میرا موبائل شاید اس کے روم میں رہ گیا کیونکہ میں جہاں موبائل رکھتا ہوں وہاں بھول جانے کی بیماری ہے مجھے۔" یہ کہہ کر اس نے زرنین کی چھوٹی سی ناک کھینچی تو وہ دور ہٹی اور تیزی سے صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ پہلے ٹیبل پر ڈبہ رکھا دیکھا پھر نقاش کو استفہامیہ نگاہوں سے دیکھا۔

"یہ تمہارا گفٹ ہے' تمہارے سمسٹر کے ختم ہونے کی خوشی میں۔" نقاش نے اسے جواب دیا۔

"شکر ہے آپ کو گفٹ دینے کا خیال تو آیا۔" زرنین نے طنز کیا تو نقاش اس کے طنز پر دلکشی سے مسکرا دیا۔

"آپ مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہے ہیں۔" وہ اپنی شرم کو چھپا کر چڑ کر بولی۔

www.pkldigest.com

”اس لیے دیکھ رہا ہوں کہ رونے سے تمہارا را چہرہ بالکل بھوتوں جیسا ہوگیا ہے۔“ نقاش ہنس کر بولا تو زرمین جلدی سے واش روم میں چہرہ دھونے کی غرض سے بڑھی۔

”زیادہ دیر مت لگانا ہنی! ہم ڈنر باہر جاکر کریں گے۔“ عقب سے نقاش کی آواز آئی۔

زرمین کے منع کرنے کے باوجود نقاش اسے ڈنر کے لیے باہر لے آیا۔

”معلوم ہے ہنی یہ کیفے یہاں کا سب سے زیادہ رومانٹک کیفے ہے۔“ نقاش ہلکی سرگوشی میں بولا تو زرمین نے چاروں طرف دیکھا۔ واقعی کیفے بہت خوب صورت اور رومینٹک تھا۔ ڈنر سے فارغ ہوکر نقاش اسے لانگ ڈرائیو پر لے گیا۔ اس نے ابھی تک اس سے اس بات کا تذکرہ نہیں کیا تھا کہ وہ آئندہ کی زندگی اس کی سنگت میں گزارنے کا خواہاں ہے یا صرف ایک دن بتانے کا خواہشمند ہے۔ گاڑی میں سلو میوزک سے لطف اندوز ہوتا نقاش نہ جانے کیا فیصلہ کیے بیٹھا تھا۔

”نقاش! آپ نے پھر کیا سوچا؟“ زرمین نے بالآخر دل کڑا کرکے پوچھ ہی لیا۔

”ہوں! کس بارے میں؟“ نقاش انجان پن سے بولا تو زرمین کو اس پر بے پناہ غصہ آیا لیکن وہ فی الحال اسے پی گئی۔

”میں پاکستان جانا چاہتی ہوں۔“ وہ دھیرے سے بولی۔

”ہاں ہاں جاؤ بالکل جاؤ۔ میں نے کب منع کیا ہے۔“ وہ سر ہلا کر بولا۔

”تو پھر آپ نے کیا سوچا؟“ وہ ایک بار پھر بولی۔

”کس بارے میں ہنی؟ تم کھل کر بات کرو۔“ اس نے اسے بات کرنے پر اکسایا۔

”وہ......وہ پیپر میرج کے......“ ہکلا کر بولتے ہوئے اس نے جونہی نقاش کی جانب دیکھا تو غصے سے آگ بگولا ہوگئی۔ نقاش بڑی مشکلوں سے اپنی ہنسی کو روک رہا تھا اور اس کی آنکھوں میں شرارت کے جگنو ٹمٹمارہے تھے۔

”نقاش آئی کل یو۔“ یہ کہہ کر زرمین نے نقاش کے بازو پر مکوں کی بارش کردی جب کہ نقاش قہقہہ لگاتا ارے ارے کرتا رہ گیا۔ پھر ایک سائیڈ پر اس نے گاڑی روکی تو زرمین انتہائی تلملا کر باہر نکلی۔ اس کے باہر نکلتے ہی ہلکی ہلکی بوندا باندی بھی شروع ہوگئی۔

”ارے ہنی تم بات تو سنو۔“ پیچھے سے نقاش کی آواز آئی۔ سنسان روڈ پر نقاش کی گمبھیر و دلکش آواز گونج رہی تھی۔

”مجھے کچھ نہیں سننا آپ بہت برے ہیں۔“ وہ اونچی آواز میں بولی۔

”ویسے تمہیں معلوم ہے یہ روڈ بھی شکاگو کی بہت رومینٹک روڈ کہلاتی ہے۔“ وہ پھر بولا۔

”ہونہہ رومینٹک‘ آپ نام کو نہیں ہیں۔ رومینٹک جگہوں کے بارے میں خاصی معلومات ہیں۔“ وہ جھوز لہجے میں بولی تو لمبے لمبے ڈگ بھرتا نقاش اس کے قریب آگیا۔

”ہاں ہنی یہ سچ ہے کہ میں جذبات واحساسات سے عاری شخص تھا۔ پیار‘ عشق‘ محبت یہ سب لفظ میرے لیے اجنبی اور بے معنی تھے۔ پھر رفتہ رفتہ نہ جانے کب تم مجھے اچھی لگنے لگیں۔ غالباً اس دن جب تم پلین میں بیٹھی گھر والوں کو یاد کرکے آنسو بہارہی تھیں۔ میرا دل چاہا کہ تمہارے ان قیمتی آنسوؤں کو اپنی انگلی کی پور میں لے کر دیکھوں کہ کیا یہ صرف پانی ہیں یا موتی۔“ وہ ایک جذب کے عالم میں بولتا چلا گیا اور زرمین حیران سی سب سنے گئی۔

”پھر جب اسماعیل کے آنے پر انکل آنٹی کے وہاں سے جانے کا تم نے سنا تو بے تحاشا پریشان ہوکر تم نے میری جانب دیکھا‘ میں نے محسوس کیا تھا کہ تم مجھ پر بہت زیادہ ڈیپینڈڈ ہوگئی تھیں اور ان دنوں بزنس میں بہت زیادہ کرائسس چل رہا تھا۔ میں تمہیں وقت نہیں دے پاتا اور شاید تم اپنی پڑھائی بھی چھوڑ دیتیں۔ یہی سوچ کر میں تم سے لاتعلق رہا۔ لیکن جانِ نقاش‘ میں تم سے بظاہر لاتعلق رہتے ہوئے بھی تمہاری پل پل کی خبر رکھتا رہا کہ کہیں تم کسی مشکل میں نہ پڑ جاؤ۔“ وہ پھر سے اس کی ناک کھینچ کر بولا تو زرمین نے تڑخ کر کہا۔

”مجھے آپ کی باتوں پر بھروسہ نہیں ہے۔ آپ کی اتنی ساری لڑکیوں سے دوستی ہے۔ آپ وہ الٹی سیدھی چیزیں بھی استعمال کرتے ہیں جو اونچی سوسائٹی کی شان سمجھی جاتی ہیں اور یہ سب چیزیں مجھے پسند نہیں ہیں۔“ اس کی اکڑ دیکھ کر نقاش مسکرا کر بولا۔

”جب سے تم نے میرے دل پر قبضہ کیا ہے‘ لڑکیوں سے دوستی تو کیا سب الٹی سیدھی چیزیں میں نے چھوڑ دی ہیں۔“

زرمین کا بس نہیں چل رہا تھا کہ قدرت کی جانب سے دی گئی اس خوشی سے وہ جھوم اٹھے لیکن اس نے اپنے آپ پر قابو رکھا۔

”اور وہ اسٹیلا؟“ وہ مشکوک انداز میں بولی۔

”اوہ مائی گاڈ ہنی! تم کتنی شکی ہو۔ وہ میرے دوست جون کی وائف ہے۔“ نقاش تادیبی انداز میں بولا تو زرمین پوری طرح پرسکون ہوگئی پھر نقاش کی طرف دیکھ کر بولی۔

”پاکستان کب جانا ہے؟“

”پرسوں صبح‘ کیونکہ چار دن بعد مشعل کی شادی ہے۔“ وہ جتنے آرام سے بولا مشعل اتنے ہی زور سے اچھلی۔

”واٹ......ک......کیا مشعل کی شادی نہیں ہوئی۔ دعا تو مجھ سے کہہ رہی تھی کہ ہوگئی۔“ وہ انتہائی اچنبھے سے بولی۔

”تمہارے بغیر کیسے ہوجاتی‘ ہنی۔ دعا کو میں نے کہا تھا تم سے ایسا بولنے کو سرپرائز کے طور پر میں نے ڈیلے کرادی ہے۔“ وہ اسے والہانہ انداز سے دیکھتا ہوا بولا۔ پھر جلدی سے بولا۔

”ہنی! اب ہنی مون کے لیے ہمارے پاس صرف ایک دن اور دو راتیں ہیں‘ لہٰذا تم ٹائم ویسٹ مت کرو۔“ نقاش کے اس جملے نے اسے بری طرح پزل کردیا۔

”افوہ نقاش! آپ بہت بے باک ہیں۔“ وہ جھنجلا کر بولی تھی لیکن اسی اثنا میں نقاش آس پاس کے سناٹے کا فائدہ اٹھا کر اس کے بے حد قریب آچکا تھا۔

اب اسے تنہائی‘ اکیلے پن کا کوئی خوف نہیں تھا کیونکہ اس کا مسیحا اس کا صنم بن چکا تھا۔

www.pkldigest.com